جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

موجودہ تبلیغی جدوجہد

علماء اور اہل فتاویٰ کی نظر میں

پڑھیے اور فیصلہ کیجیے

از

مفسر القرآن مولانا حافظ ابو عثمان سید شاہ عبد اللہ صاحب صابر حسینی دہلوی
مہتمم مدرسہ عبدیہ دار الفنون ابن شیخ الوقت حکیم الامت مفسر القرآن
والحدیث حضرت الحاج مولانا قاری حکیم سید محمد رحیم شاہ صاحب
مد ظلہ بانی و مہتمم مدرسہ رحمانیہ صمدیہ بازار شہر دہلی و سجادہ حضرت اقدس
رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

قیمت (۲) روپے پتہ محلہ قصاب پورہ گلی
داروغہ والی مکان نمبر ۱۲ شہر دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج جبکہ دنیا میں اسلام کی بیخ کنی کرنے والے اسلام پر اعتراض کرنے والے ہر جا موجود ہیں، اور اسلام کو دنیا میں نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے وقت کے اندر خود داعیِ اہلِ اسلام کے ارکان مروجہ تبلیغ والے اپنی تبلیغی و دینی جد و جہد کو غلط طریقہ پر استعمال کر رہے ہیں اور غلط دینی طریقہ پر لوگوں کو ڈال رہے ہیں مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آج صرف اسلام کا نام ہی باقی ہے اور مسلمان خالی ہی نظر آتے ہیں، اسلام دراصل ایک مکمل ضابطۂ حیات اور زندگی کے ایک نصب العین کا نام ہے اسکے کچھ حدود اسکی کچھ پابندیاں ہیں، لیکن کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ اسلام کو مسلمانوں کی اکثریت مکمل ضابطۂ حیات تسلیم نہیں کرتی اور اسکو زندگی کا نصب العین ہی قرار نہیں دیتی

اسکے قائم کردہ تمام حدود سے آزاد ہو گئی ہے اور اس کی تمام پابندیوں کو توڑ رہی ہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اسلام کا پیرو اور مسلمان کہتی ہے حدیث پاک کے اندر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زمانہ آ ہی جاتا ہے کہ جب اسلام کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا اور قرآن شریف کے لفظوں کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہے گا مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے اجڑی ہوئی ہوں گی، انکے علما اس آسمان تلے بدترین مخلوق ہوں گے، اور فتنہ انہی سے اٹھے گا اور ان ہی میں لوٹ جائے گا میرے دوستو ذرا غور فرمائیں کہ حدیث شریف میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے کیا وہ اس موجودہ دور کی ہو بہو تصویر نہیں ہے اب اس بات سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ اسلام کا نام تو ضرور باقی رہے گا مگر دراصل اسلام

جو اپنی شرائط اپنے احکامات اور اپنی پابندیوں سے
عبارت ہے نہ باقی نہیں ہے گا مثال کے طور پر دیکھئے
مسلمانوں کے بچے، جوان، بوڑھے عورتیں بھی قرآن پڑھ
تے ہیں رسمی قرآن کو آنکھوں سے لگاتے ہیں اور اس کو بڑی
کتاب کہتے ہیں لیکن اس میں کیا لکھا ہے کیا چیزیں بیان
ہوئی ہیں یہ کسی کو معلوم نہیں، قرآن شریف کی آیتیں اب صرف
دعا اور دوا کے لئے باقی رہ گئی ہیں جب کسی مسلمان لڑکی کی
نسبت ہوتی ہے تو اس کی خوبیوں میں سے یہ خوبی بھی نہایت
فخر کے ساتھ بیان کی جاتی ہے کہ اس نے قرآن ناظرہ پڑھ لیا
ہے مگر حقیقت ہوتی کہ قرآن شریف پڑھی ہوئی اس بچی کو
پتہ بھی نہیں ہوتا کہ قرآن میں پردہ کی بھی آیتیں ہیں
اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پردہ کن کن سے کرنا ہے اور کن
کن حالتوں میں ضروری ہے، پردے کی چھوٹ کس کس کو اور
کس عمر میں دی گئی ہے، اسی طرح سے ہمارے مردوں کا
حال ہے انھیں کچھ خبر ہی نہیں کہ ہمارے لئے ہمارے خدا نے

زندگی گذارنے کے کچھ احکامات بھی بیان کئے ہیں یا نہیں
اور ہمیں دنیا میں رہکر کن کن حقوق کو جاننا ہوگا اور اگر ہم نے
نہیں جانا تو ہم پر دنیا و آخرت میں عذاب الٰہی نازل ہوگا
اس لئے کہ اس وحدہٗ لاشریک نے ہماری پیدائش کا
سبب یہ بتایا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنِ ۝ تو اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ اس
عبادت کا طریقہ اور اسکے مسائل سیکھنے ہماری ذمہ فرض
ہو گئے اور ان مسائل کے جاننے کیلئے ہمیں علمائے کرام
کی طرف رجوع کرنا ہوگا اسی طرح سے دوسری عبادات
ومعاملات میں غرض یہ ہے کہ ہمیں ہر حال میں پابندِ شریعت
رہنا ہوگا اگر ہم شریعتِ مطہرہ سے ایک نقطہ کے برابر بھی
تجاوز کریں گے تو عنداللہ ماخوذ ہوں گے، اور اگر ہم نے شریعت
مطہرہ کو ناطرنگ سے پیش کیا اور اس میں کچھ اپنی طرف سے
اضافہ کیا تو یاد رکھیے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے فَلَيْسَ مِنَّا کہ وہ ہم میں سے نہیں سمجھا گیا شر

3

ہوگا ان لوگوں کا کہ جو دنیا میں دین کے داعی بنکر ظاہر ہوئے
اور انہوں نے دین کو برباد کیا آپ ذرا دیکھیں اور خیال کریں
کہ مروجہ تبلیغ کرنیوالوں نے کس طرح سے دین کو برباد کیا جب
تک بانی مروجہ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ
اللہ علیہ اور ان کے سچے جانشین ولی کامل حضرت مولانا محمد
یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں باقی رہے صحیح معنی میں تبلیغ
احکام کرتے اور کراتے رہے اور جس وقت ان حضرات نے
اس دار فانی سے وفات پائی تو اس وقت سے ابتک صحیح معنی میں
تبلیغ احکام کبھی نہیں ہوئی بلکہ لوگوں کے دماغ میں غلط عقیدے
جم گئے اور وہ صحیح الخیال لوگوں کی باتیں بھی نہیں سنتے
اور اس کی اصل وجہ جہالت ہے اس لئے کہ اس مروجہ تبلیغ
میں مسائل تو بیان کئے نہیں جاتے صرف چند فضائل
کی کتابیں ہی بیان کیجاتی ہیں صرف یہ لوگ فضائل کی کتا
بوں کا ہی دور کرتے رہتے ہیں اور اسی کو باعث نجات سمجھتے
ہیں جیسا کہ ایک فرقہ اہل قرآن اور ایک فرقہ اہل حدیث گذرے ہے

یعنی پہلا فرقہ صرف قرآن پر عمل کرتا ہے اور حدیث پر نہیں
اور دوسرا فرقہ صرف حدیث پر عمل کرتا ہے اور قرآن پر نہیں
اسی طرح سے ہمارے مروجہ مبلغین بھی صرف فضائل پر
عمل کرتے ہیں اور مسائل سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا
اور اگر کوئی مسائل ان کی تبلیغ تقریر میں بیان کر دے
تو اس کو تبلیغ کا مخالف کہتے ہیں کہ اس نے تبلیغی نمبر
کیوں بیان نہیں کیئے اسی طرح سے اگر کوئی شخص ان سے یہ
کہدے کہ اس مسجد میں بعد نماز فجر قرآن پاک کا ترجمہ ہو جایا
کرے تو صرف اس پوچھنے والے شخص کو نہ صرف تبلیغ کا مخالف
بلکہ حضرت جی کا جانی دشمن بھی سمجھا جائے گا اور اسکے خلاف جہاں
تک اس کا اثر و رسوخ ہے وہاں تک اسکو رسوا اور ذلیل کیا جائیگا
اور اسکی اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے انتقام کے لئے راہ ہموار
کی جائے گی اور مزید یہ کہ اس پر اگر کوئی مصائب من جانب اللہ
آجائے تو زمانہ بھر میں کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت جی نے ان پر عذاب
نازل کر دیا اب خبر نہیں کہ یا مشرکانہ عقیدہ ہے اللہ تعالی

ان نمائیدے تمام مسلمانوں کو بچائے آمین اور اھدنا الصراط المستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ آپ اندازہ لگائیے یہ لوگ امت کے اندر افتراق پیدا کر رہے ہیں لوگوں کے اندر انتشار پھیل رہا ہے۔ مسلمان گروہ بندی کے اندر مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے مروجہ تبلیغ والوں کو ذرا سا بھی ہوش نہیں ہے کہ اپنے اقتدار کے خاطر نبی آخر الزماں محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھول گئے جیسا آپ نے رشتہ و ناتہ اور صلہ رحمی اور قطع تعلقی اور پڑوسی کے حق کے متعلق سینکڑوں حدیثیں بیان کی ہیں جنکا آپ حضرات کے لئے مطالعہ کرنا انتہا ضروری ہے۔ مروجہ مبلغین کے لئے وہ حدیثیں جمع کی جا رہی ہے جن کا ان سے دور کا واسطہ نہیں ہے۔ ان حدیثوں کو خود پڑھیے اور دوں کو پڑھوایئے تاکہ آنکھیں کھلیں اور راہ حق کی توفیق ہو وما علینا الا البلاغ

رشتہ ناتہ میں سلوک اور پڑوسی کا حق و بیان قطع تعلق

"حضرت عبد الرحمن بن عوف، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ہوں اللہ

اور میں ہوں رحمٰن میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام میں سے اس کا نام نکالا ہے۔ پس جو اس کو ملائے گا میں اسکو ملا دوں گا۔ اور جو قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ رحم درحقیقت نام ہے بچہ دانی کا جس میں بچے کی پیدائش ہوتی ہے پس میراث میں جو رشتہ ماں کے واسطے سے ہوتا ہے مثلاً خالا نانی ماموں وغیرہ ذوالارحام کہلاتے ہیں اور عام طور پر جن دو شخصوں کا نسب ایک شخص پر ملیگا وہ ذو رحیم کہلائیں گے یعنی خون کا رشتہ خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے اس کو اردو میں ناتہ کہتے ہیں۔ اور زوجیت کے لحاظ سے جو تعلقات ہوتے ہیں ان کو رشتہ کہتے ہیں مگر محاورہ میں رحم کا ترجمہ قرابت اور رشتہ داری کا کیا جاتا ہے۔ اس قرابت داری کا لحاظ رکھنا اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ اور بے تعلق ہونا یا بد سلوکی کرنا قطع رحمی کرنا۔ پھر قرابت کے بھی تین درجے ہیں (۱) خاص کہ باہم ولادت کا واسطہ ہو۔ جیسے باپ دادا ماں نانی (۲) خاص جو اس سے بعد کے درجہ کے ہیں

جیسے بھائی بہنیں چچا تایا (۳) اور عام جوان کے بعد ہیں
ان میں ہر اقرب کو ترجیح ہے مابعد والے پر اور اعانت و صلہ
رحمی میں وجوب و سنیت اور استحباب کے اندر لحاظ ہے حاجت
اور مقدار ضرورت کا کہ جیسی ضرورت و حاجت ویسی سلوک
واحسان کی تاکید شریعت حقوق قرب اور صلہ رحمی کی خاص آیت
ہے کہ رحم کا لفظ ہی مشتق ہے رحمٰن سے پس جس کو تمنا ہو رحمٰن کی کہ
رحمت اسے اپنی آغوش میں لیلے تو اسکو چاہیئے کہ صلہ رحمی کا
اہتمام کرے کہ جو دنیا میں قطع رحمی کرے گا بروز قیامت رحمٰن
کی رحمت سے محروم رہے گا (۲) ترجمہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(رفع) رحم وابستہ ہے رحمٰن سے پس حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رحم
جو تجھکو ملائیگا میں اسکو اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو
تجھ سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا، اور
ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور
جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہوا اور رحمٰن کی کمر پکڑی فرمایا
کیا ہے؟ عرض کیا یہ قطع سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے

فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں ملاؤں اس کو جو تجھے ملا سے،
اور قطع کروں اس کو جو تجھے قطع کرے؟ عرض کیا ہاں راضی
ہوں اے میرے رب، فرمایا اچھا یہ تجھکو دیا گیا، اسکے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر قرآن سے تائید چاہتے
ہو تو پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ
وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ، پس کیا تعجب ہے اگر تم روگردانی کرو
کہ فساد برپا کرو زمین میں اور قطع رحمی کرو (ن) ف رحم یعنی
قرابت کوئی ذی روح شیء نہیں جسکے لئے کھڑا ہونا اور کمر پکڑ
کرنا محقق ہوا اور نہ حق تعالیٰ کے لیے جسم ثابت ہے کہ کمر کا وجود ہو
پس یہ ایک تمثیل ہے کہ تعلق قرابت نے حق تعالیٰ سے خاص
اہتمام کے ساتھ فریاد کی کہ آپ کی عزت و عظمت کا دامن
پکڑ کر اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی مجھے قطع کرے چنانچہ
فریاد رسی ہوئی اور وعدہ فرمایا کہ جو تیرا لحاظ رکھیگا یعنی اہل قرابت
کے ساتھ سلوک کرے گا تو میں اسکے ساتھ ہر قسم کے احسان
کروں گا، اور جو تیرے ساتھ بے دردی برتیگا میں اسکو اپنی خاص

رحمت سے محروم رکھوں گا (۳) ترجمہ حدیث (عائشہ ر
ضع، رحم عرش سے لٹکا ہوا کہہ رہا ہے کہ جو مجھے ملائے گا اللہ
اسے ملائے گا، اور جو مجھے قطع کریگا اللہ اسے قطع کریگا
(ق) (ف) رحم کیلئے خاص تعلق رحمن سے ہے، والتشبیہ بنا رحمن عز کی کر
قائم تھا، اور عرش سے متعلق ہونا یہ تین صفتیں ثابت کی گئی
جس میں قرابت کے تینوں درجوں اخص اور خاص اور عام
حسب ترتیب رعایت ہے، (۴) ترجمہ حدیث (ابو ہریرہ) رضی
جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ اس کی روزی میں وسعت اور عمر میں
بخشے تو اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے (خ م) اور ترمذی میں ہے
اپنے نسبوں کو اتنا ضرور معلوم کیا کرو جس سے صلہ رحمی کر سکو، کہ
رحمی تعلقات میں محبت اور مال میں زیادتی اور عمر میں برکت
والی چیز ہے (ق ا ت) (۵) ترجمہ حدیث جبیر ابن مطعم رضی، قطع رحمی
کرنے والا جنت میں نہ جائے گا (ف) یعنی اس کی خاصیت اور
سزا محرومی جنت پس کوئی طاعت جسکی خاصیت ادخال جنت
ہو اگر اس سے قوی ہوگی یا شفاعت صلحاء یا مغفرت حق جل وعلا

دستگیر ہو کر جرم کو محو فرمادیگی تو غالب آجائے گی، ورنہ سزا اسکی ضرور
ہو رہے گی (۶) ترجمہ حدیث ابو بکرہ رضی کوئی گناہ جس کو زیادہ سزاوار
ہو کہ حق تعالیٰ اسکے مرتکب کو دنیا میں بھی فوری سزا دے اور آخرت
میں بھی اسکو ذخیرہ رکھے بغاوت اور قطع رحمی سے بدتر نہیں
(ت د ق) (ف) بعض چھوٹے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں ملجاتی ہے یہاں
کی تکالیف انکا کفارہ ہو کر قیامت کے دن کے لئے اسکو پاک
صاف بنا دیتی ہے، اور بعض بڑے گناہوں کی سزا کو آخرت پر
رکھا جاتا ہے کہ وہاں کی تکلیف دنیا کی تکلیف سے کمیت اور
کیفیت دونوں لحاظ سے سخت ہے اور بعض گناہوں کی سزا
دونوں جگہ ملتی ہے کہ یہاں بھی ذلت و پریشانی اور وہاں بھی
عذاب و حیرانی، ایسے گناہوں میں حاکم مسلم سے غدر و بغاوت
اور رشتہ ناتہ میں بدسلوکی کا درجہ سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے
ابن عمر رضی (۷) کامل صلہ رحمی کرنیوالا وہ نہیں جو بدلہ کرے بلکہ
وہ ہے جسکے ساتھ بدسلوکی کیجائے اور پھر وہ سلوک کرے
(خ و ت) (ف) کہ عزیزوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ نکرنا اور

باوجود ان کی بے تعلقی کے ان کے حقوق ادا کرنے کا اہتمام رکھنا عالی ظرف باہمت کا کام ہے (ترجمہ حدیث) ابوہریرہؓ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے تعلقات رشتہ داری کا یہ حال ہے کہ میں ان سے جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے توڑتے ہیں اور میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں اور میں ان کی زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت برتتے ہیں فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تم کہہ رہے ہو تو گویا تم ان کو تنور کی گرم راکھ پھنکاتے ہو اور تمہارے ساتھ ہر وقت اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا جب تک تم اس خوبی پر قائم رہو گے فس تنور کی گرم راکھ پھانکنے اور پیٹ بھرنے کی چیز نہیں بلکہ روٹی پکانے اور بقائے حیات کا ذریعہ بنانے کی چیز ہے، پس یہ تشبیہ ہے کہ تم ان کے ساتھ احسان کرتے ہو جس پر چاہیئے تھا کہ وہ احسان شکر گزار ہو کر اپنا دین و دنیا درست کرتے مگر وہ نیکی کا بدلہ بدی سے دیکر گویا آگ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں اور مرتکب معصیت ہو کر جہنم کا سامان جمع کرتے ہیں اور تمہارے لیئے

بہرحال نافع ہے کہ فرشتہ ان کی ایذاؤں سے تم کو محفوظ رکھنے کیلئے ہر وقت تعینات رہتا ہے وہ ایسا کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقتدار کے بھوکے ہیں انہیں اسلام کی اشاعت مقصود نہیں ورنہ وہ ایسی حرکتیں نہ کرتے جس سے اسلام اور اہلِ اسلام بدنام ہوں، مثلاً علماء کے لئے بعد فراغت ساتھ چلے لازم اور ضروری ہیں، اور جاہل کے لیئے صرف تین چلے گویا کہ مروجہ تبلیغ میں جہلا کی اکثریت ہے اور اس کثرتِ جہل کی وجہ سے جہالت کا غلبہ ہے اور اسی جہالت کے غلبے کی وجہ سے جاہل کے لیئے تین چلے ہیں اور عالِم چونکہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بردار ہے اور اس نے بچشم خود آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا مطالعہ کیا ہے اس واسطے وہ دین کے راستہ سے جلد نہیں ہٹ سکتا اسلئے اسکو دین سے ہٹانیکے لیئے سات (۷) چلوں کی ضرورت ہے اسی لیئے اسکیلئے سات چلے مقرر کیئے گئے ہیں جبکہ امیرِ جماعت نے ایک بھی چلہ نہیں دیا یہ امتیاز کیوں ہے اور دوسری اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں

کہاں تک ذکر کی جائیں اور کس کس کا جواب دیئے جائیں بعض لوگ یوں سوال کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے لیکن مروجہ تبلیغ اسلام کی بنیاد سات چیزوں پر ہے ہیں تفاوت رہ کجا است تا بکجا، اگر مروجہ مبلغین سے پوچھا جائے کہ آپ نے یہ سات نمبر قرآن یا صحاح ستہ یا فقہ حنفی سے نکالے ہیں، تو جواب دیا جائے گا جی ہاں، اگر ان سے پوچھا جائے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن وحدیث سے پانچ نمبر نکالے ہیں وہ کافی نہیں تھے جس کی وجہ سے آپ نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقص پا کر نعوذ باللہ، اس میں دو نمبروں کا اضافہ کیا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ہم سب کو اس بلا سے آمین، پھر دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ دور دراز کا سفر کرکے کلمہ سنتے اور سناتے ہیں اور اسکا نام تبلیغ رکھتے ہیں حالانکہ تھوڑا سا بھی پڑھا لکھا آدمی بھی خوب جانتا ہے کہ یہ تبلیغ نہیں بلکہ تعلیم وتعلم ہے اب اس سلسلہ میں عوام کو سیدھا راستہ بتانے کے لئے ہند وپاکستان کے علماء عظام کے فتاوے جمع کئے جاتے ہیں، تاکہ

دونوں کی تبلیغ کرنے کو فرمایا ہے

تاکہ سیدھے سادے مسلمان ان غلط مسائل اور غلط عقائد سے باز رہیں اور اپنی آخرت خراب نہ کریں اور مروجہ تبلیغ والوں کے غلط عقائد اور غلط مسائل سے باز رہیں اور ان کے اس عقیدے سے بھی باز رہیں کہ ہماری یہ چلت پھرت اور ہمارا یہ کام ہمارا یہ عمل ہمارا یہ طریقہ جس پر ہم قائم ہیں اسلام میں سب سے اونچا ہے، اور جو کام ہم کر رہے ہیں بس یہی صحیح طریقہ ہے اور باقی علمائے کرام کے طریقے سب بیکار ہیں، اور جو اس طریقے پر عمل کرے گا بس وہی صحیح طریقے پر ہے ورنہ نہیں جو لوگ مدارس میں خانقاہوں مسجدوں مکتبوں میں قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے ہیں گویا وہ سب بے کار کام میں مشغول ہیں اور اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں، اور جو لوگ مسجدوں میں قرآن کریم کے تراجم بیان کر رہے ہیں، اور نصاب التبلیغ یعنی فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل نماز، فضائل رمضان، فضائل قرآن، حکایات صحابہ کو بیان نہیں کر رہے تو گویا وہ لوگ بھی تبلیغ دین کا کام نہیں کر رہے اور

۵

اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں یہ عقائد ہیں جو مختصر طور پر میں نے
ذکر کیے ہیں بس آپ خود پڑھیے اور فیصلہ کیجیے کہ اس قسم
کے عقائد صحیح ہیں یا غلط ہیں اور اگر غلط ہیں تو اتنی کثرت سے
وقوع میں آرہے ہیں لیکن ارباب مروجۂ تبلیغ کے کانوں پر
جوں تک نہیں چلتی بس اللہ تعالیٰ ہی ان چیزوں سے بچا
سکتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں بچا سکتا اللہ ہمکو اور کل مسلما
نوں کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین، آئیے اب
آئینۂ اسلامیہ میں مروجۂ تبلیغ اور انکے عقائد اور انکے کارنامے
کا موازنہ علمائے ہند و پاکستان اور کتب فتاویٰ کی تحریرات
سے کیجیے سوال نمبر (۱) مروجہ تبلیغ والے امر بالمعروف کراتے
ہیں اور نہی عن المنکر نہیں کراتے اور امر بالمعروف کرانے والے
(اکثر) جہلا ہوتے ہیں علماء نہیں ہوتے اب اسکے متعلق شریعت مطہرہ
کا فیصلہ سنیے، حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب
مالابد منہ صفحہ ۱۵۶ میں تحریر فرماتے ہیں، امر معروف ونہی
منکر واجب ست از منکرات اگر مقدور داشتہ باشد از دست منع کند

واگر نتواند از زبان منع کند واگر نتواند یا مفید نداند از دل مکروہ
دارد و صحبت اہل منکر ترک کند اگر ایں قدر ہم نہ کند در وبال آنہا
شریک باشد ہم در دنیا و ہم در آخرت، ترجمہ، لوگوں کو بھلائی کی
باتیں بتانا جس طرح واجب ہے اسی طرح ان کو برائیوں سے
روکنا بھی واجب ہے اگرچہ اس کی قدرت وطاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے
منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو زبان سے منع
کرے، اور اگر ایسا بھی نہیں کر سکتا یا مفید نہیں جانتا تو کم از کم
دل سے مکروہ سمجھے اور صحبت اہل منکر کی ترک کرے اگر اس
قدر بھی نہ کر سکے تو دنیا اور آخرت میں اسکے وبال میں شریک
ہوگا یہ تمام وعیدیں نہی منکر کی ہیں اسی طرح سے حدیث پاک
میں ارشاد ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من رأی منکم
منکرًا فلیغیّرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع
فبقلبہ وذالک اضعف الایمان) رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف
اور کتاب الغرائب میں امر بالمعروف الخ کے متعلق اس طرح
تشریح فرمائی ہے اور امر بالمعروف کا حق بھی بتلایا ہے

وہ کس کو ہے اور کون لوگ اس کو کر سکتے ہیں اب آپکے سامنے
کتاب غرائب القرائب کی عبارت لکھی جاتی ہے اسے پڑھیئے اور فیصلہ
کیجئے، امر بالمعروف پنج چیز را میخواہد اول علم زیرا کہ جاہل
بحقیقت تفتیش نمی رسد، دوم آنکہ برائے اعلائے کلمۃ اللہ و محض
بوجہ اللہ گوید، سوم بر مامور شفیق باشد کہ بکمال نرمی و محبت
گوید، چہارم آنکہ صابر و حلیم باشد تا مصداق قولہ تعالیٰ لم تقولون
ما لا تفعلون نباشد و جائز نیست مردے را از عوام کہ از
امر بالمعروف بقاضی و مفتی و عالم مشتہر کند کہ اسائت ادب است
وگاہے چناں باشد کہ آنرا دراں بضرورت اباحت می باشد و عام
آنرا نمی فہمد، اب اس عبارت سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جہلا کا
مقام تو شریعت مطہرہ میں کسی درجہ بھی نہیں ہے اور نہ انکو
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اجازت ہے مگر بایں شرائط
جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے یعنی امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں
کی ضرورت ہے اول تو علم کی ضرورت ہے اس لئے کہ بغیر علم
جاہل امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا

دوسرے یہ کہ اعلای کلمۃ اللہ محض اللہ ہی کی وجہ سے بلامد
کرنے تیسرے یہ جو بھی اس کام کو کرے نہایت ہی شفیق ہونا چاہئے
تاکہ اپنی بات کو بکمال نرمی و محبت کے دوسروں تک پہنچا دے
چوتھے صابر اور حلیم یعنی بردبار ہونا چاہئے تاکہ مصداق اللہ
تعالیٰ کے اس قول کا نہو لم تقولون ما لا تفعلون کیوں کہتے ہو وہ
بات جسکو تم خود نہیں کرتے یعنی وہ بات نہ کہنی چاہئے جسکو تم
خود نہیں کرتے، اور عوام الناس میں سے کسی کے لئے بھی جائز
نہیں کہ وہ امر بالمعروف کرے سوائے قاضی و مفتی و عالم اسلئے
کہ اسائت ادب ہے، اور کبھی اس قسم کی باتیں بضرورت اباحت
ہوتی ہیں اور عام آدمی اسکو نہیں سمجھ سکتا اور فتاوی ظہیریہ میں مذکورہ
حدیث کی اس طرح پر تشریح کی ہے جسکو جوں کا توں نقل کیا جاتا ہو
در فتاوی ظہیریہ می آرد قولہ از دست منع کند امر بالید کار سلاطین است
و بزبان کار علماء، و بدل کار عوام الناس است کذا فی الفتاوی
العالمگیریہ بس کیا تشریح کروں میرے ذہن میں اس وقت یہ
شعر آیا ہے جو تحریر ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یہ تمام چیزیں علماء و صلحاء و صوفیائے عظام کی صحبت میں رہنے سے آتی ہیں اور اگر ان حضرات کی صحبت میں نہ رہا جائے تو سوائے بے علمی اور بے ہودگی کے کچھ نہیں آئے گا اس واسطے حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب مالابد منہ میں تحریر فرماتے ہیں نشستن در مجلس علماء و صلحاء افضل است اگر میسر شود و اگر میسر نشود عزلت بہتر است یعنی علماء و صلحاء کی مجلس میں بیٹھنا افضل ہے اور نہ بیٹھ سکے تو پھر اسکے لئے صرف کونے میں بیٹھنا بہتر ہے۔ ان فتاوے سے کس طرح روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ حضرات شریعت مطہرہ کو کس طرح سے پامال کر رہے ہیں اور اسلامی قواعدوں کو مسخ کر رہے ہیں اور دیکھئے فیصلہ کیجئے ایک شخص مولوی عبدالصمد موضع گھاٹ میکا ضلع بھرتپور راجستھان سے ایک استفتاء مع فتوے کے ارسال کرتے ہیں جس میں مروجہ تبلیغ والوں کا عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے جو ان کے ساتھ پیش آیا عوام الناس کے لئے پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

زید و عمر آپس میں گفتگو کر رہے ہیں موجودہ حضرت جی کے بارے میں یعنی امیر جماعت مولانا انعام الحسن کے بارے میں، زید نے بڑھ چڑھ کر عقیدت کا اظہار کیا، عمر نے جواب میں کہا کیا وہ خدا ہیں؟ زید نے جواب دیا کہا ہاں وہ میرے لئے خدا ہی ہیں، کیا زید کا یہ کہنا درست ہے یا اس سے زید کافر ہو جائے گا اور اسکے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا عبدالصمد موضع گھاٹمیکا ضلع بھرتپور راجستھان، جس کا جواب حضرت مفتی اعظم مولانا سید عبدالدائم جلالی مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری نے دیا، کہ ملاحظہ ہو الجواب، کوئی آدمی خدا نہیں ہو سکتا ایسا یقین رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے اگر زید کا واقعی یہ خیال ہے تو کافر ہو گیا تجدید ایمان کر لے توبہ کرے اور تجدید نکاح بھی کرے

سید عبدالدائم الجلالی مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

الجواب صحیح عبدالرحمن عفی عنہ

اور مزید بر مروجہ تبلیغ کے عقائد سنیئے اور ان پر علمائے اعلام
کا فیصلہ سنیئے سوال مع الجواب نقل کیئے جاتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں
سوال نمبر۱ زید کہتا ہے کہ رمضان المبارک میں قرآن پاک سننا
زیادہ فضیلت نہیں رکھتا بلکہ مروجہ تبلیغ میں جانا زیادہ فضیلت
رکھتا ہے کیا قرآن پاک کا سننا تبلیغ نہیں ہے؟ بیان فرمائیں
سوال نمبر۲ زید کے استاد نے زید سے کہا کہ جب تک ضرورت
سے زائد پیسے نہ ہوں تبلیغ رائج الوقت میں جانا جائز نہیں
عمر کہتا ہے کہ ہر حال میں تبلیغ رائج الوقت میں جانا ضروری ہے
آپ شریعت مطہرہ سے فیصلہ بتائیں۔
سوال نمبر۳ بکر نے زید سے تبلیغ رائج الوقت میں جانے کو کہا۔
زید نے اسکے جواب میں کہا کہ مجھ کو میرے والدین مذکورہ تبلیغ میں
جانے سے روکتے ہیں بکر نے کہا اس صورت میں والدین کی اطاعت
نہ کی جائے گی بلکہ تبلیغ رائج الوقت میں جانا ضروری ہے۔
اب آپ با تفصیل تحریر فرمائیں کیا اطاعت والدین فرض اور تبلیغ
نہیں ہے؟

سوال زید عمر زید دستی کا رکھنا کے علاوہ استاذ نیت کا
...ے ڈاکٹر نظام الدین شب گذاری کے پیچھے لگ گیا ہے زید نے
...نے کہا ہے کہ ہم سے کم اپنے گھر والوں کو دیکھتے ہیں عمر نے
...ب میں کہا نہیں ہم کسی اور سے اطلاع کرا دیں گے ...
...یں اس طرح کا جبر و تشدد کرنا جائز ہے بیان فرمائیں۔
سوال زید بکر سے قرآن سیکھتا تھا پھر وہ قرآن پاک کی
تعلیم چھوڑ کر مروجہ تبلیغ میں کام کرنے لگا بکر کہتا ہے کہ تم
قرآن ہی سیکھو اسلئے کہ قرآن پاک کا سیکھنا بھی تبلیغ ہے
... زید اپنے استاذ کی باتوں کو اور ماں باپ کی باتوں کو ٹھکرا
تا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی باتیں ضروری نہیں اور مروجہ تبلیغ
میں جانا ضروری ہے کیا یہ عقیدہ مسلمانوں کا درست ہے
سوال زید اس شخص سے بغض و کینہ رکھتا ہے جو تبلیغ رائج ا
لوقت میں نہیں جاتا بکر کہتا ہے کہ بھائی مجھے ابھی فرصت
نہیں ہے جب فرصت ہوگی میں خود بخود چلا جاؤں گا تم بغض
و کینہ رکھ کر کیوں گنہگار ہوتے ہو زید کہتا ہے کہ تبلیغ رائج الوقت

کے سلسلہ میں بغض وکینہ رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے
آپ براہ کرم وہ حدیث صحیح بھی تحریر فرمادیں اور مفصل جواب
عنایت فرماکر بستی کی طرف جانے والوں اور جو لوگ اس طرح
غلط مسائل بیان کرکے سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کر
ہیں اور جو عالم دین اس قسم کی بے بنیاد وبے اصل مسائل
منع فرمائیں تو ان کو تبلیغ سے منکر اور بدعتی اور گمراہ کہ
ہیں، اور ان کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں اور ایک عالم
کی توہین کراتے ہیں اور یہی لوگ مسلمانوں میں فتنہ وفسا
کا سبب بنتے ہیں اب آپ شریعت مطہرہ سے باتفصیل
فرمائیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر فرمادیں کہ کیا صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین، احادیث نبوی کی تلاش میں جایا کرتے
یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اس قسم کی تبلیغ کی
یا دس دس بیس بیس آدمی مجتمع ہوکر کسی گاؤں یا دیہات
جایا کرتے تھے اور لوگوں کو زبردستی اس کام میں لگایا کر
تھے اور جو اس کام میں نہ لگتے تھے اسکی مخالفت کیا کرتے

صحیح راستہ بیان فرماکر بچا رہے
آپ براہ کرم شریعت مطہرہ سے
غریب مسلمانوں کو جو دین سے بدظن ہوتے جارہے ہیں اسکی نسبت
ہو کر عند اللہ ماجور رہوں فقط والسلام بینوا توجروا ۶ – ۵ – ۱۶۰۵
اب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفتیانِ عظام کے فتاوے
لیئے سب سے پہلے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی
محمد میاں صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی
الجواب: ان تمام امور میں احقر کا جواب تقریبا وہی ہوگا
جو سائل کی منشاء ہے کہ یہ صاحب مروجہ تبلیغ کی حمایت میں حد سے
زیادہ تجاوز کررہے ہیں جب فریضہ حج کے لئے جو کہ فرض ہو
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا شرط ہے (سورہ ال عمران) تقوی
کے متعلق بھی استطعتم کی ہدایت ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ
(سورہ تغابن) تو مروجہ تبلیغ کو جملہ شرائط اور قیود سے بالا قرار دیکر
ہر حال میں لازم اور فرض قرار دینا یقینا زیادتی اور غلو ہے
جو اسلام میں جائز نہیں ہے لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
اِلَّا الْحَقَّ (سورہ نساء) لیکن ایسے سوالات مروجہ تبلیغی کے

مرکز میں ہی پیش کرنے چاہئیں، مرکزی حضرات یقیناً
اسی غلو کو پسند نہیں کریں گے اور تعلق رکھنے والے حضرات
کو تنبیہ اور ہدایت کر دیں گے ایسی صورتوں کا انسداد
فرمائیں جو اسلام میں فتنہ و فساد کا سبب ہے فقط والسلام
نیاز مند محمد میاں مفتی مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری گیٹ دہلی

ماہ ... ۱۹۱۲
دار الافتاء ۱۳۳۰
اسلامیہ ... ہائی
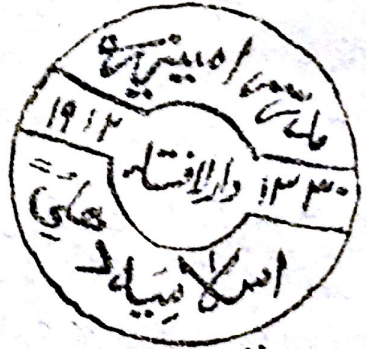
جواب ثانی
مفتی اعظم سید عبد الدائم الجلالی مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی
الجواب ہر سوال تفصیلی جواب چاہتا ہے
اور تفصیل بھی اتنی کہ ہر سوال کے جواب کے لئے سولہ صفحات
کی ضرورت ہے، اس فقیر ضعیف البیان کے پاس نہ اتنا وقت ہے

وسعت اجازت دیتی ہے کہ مکمل توضیح کی جائے۔ پہلے علمائے
تبلیغ کی طرف سے مفصل اعلان ہونا چاہئے کہ موجودہ طریقہ
مروجہ تبلیغ کی اتنی اہمیت ہے اور یہ فرض عین یا فرض کفایہ
یا واجب یا سنت مواظبت ہے ابھی تک علمائے کرام نے جو موجودہ
طریقہ مروجہ تبلیغ کے داعی ہیں کوئی ایسا اعلان نہیں کیا یا کم از کم
میری نظر سے نہیں گذرا مہربانی فرما کر امیر التبلیغ ایسی دوسرے
مبلغ عام کی ایک تحریر مجھے بھیج دیں تاکہ میں اندازہ کر سکوں
کہ جو موجودہ علماء طریقہ مروجہ تبلیغ کے علمبردار ہیں انکی نظر
میں ان کی مروجہ تبلیغی سعی کا کیا درجہ ہے آپکے کل سوالات کا مختصر
ترین جواب یہ ہے کہ اگر دعاۃ مروجہ تبلیغ کی نظر میں موجودہ
طریقہ مروجہ تبلیغ پر چلنا فرض مفروض من اللہ ہے اور فرض عین
کی جو اہمیت ہوتی ہے وہ اس طریقہ کو حاصل ہے تو یہ مفروض
یا دعوئی بالکل جھوٹ اور غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف
ہے علمائے تبلیغ اسکی تائید نہیں کر سکتے ہیں اس فقیر کی کوتاہ
نظر بھی اس مروجہ طریقہ خاص کی فرضیت کو شرعاً تسلیم نہیں
کرتی۔

اور نہ علماء سے حق کر سکتے ہیں واللہ اعلم بالصواب، احقر
سید عبد الدائم الجلالی مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی،
الجواب الثالث، حضرت علامہ مولانا مفتی سید مظہر اللہ
صاحب امام جامع مسجد فتحپوری دہلی " الجواب ۱ع
قرآن کریم تراویح میں سنانا سنت ہے اور تبلیغ رائج ا
لوقت ناجائز ہے کہ اہلِ سنت کے مخالف مسائل کی تبلیغ
ہوتی ہے تو کس طرح یہ تبلیغ اس سے فضیلت رکھ سکتی ہے
ع۲ استاد کو اس تبلیغ کی حقیقت معلوم نہیں ورنہ کسی
حال میں تبلیغ میں جانیکے لیئے پھر نہ کہتا جواب ع۳
ماسوائے فرض کے ہر حالت میں والدین کی اطاعت فرض
ہے زید کو تبلیغ میں جانا جائز نہیں، جواب ع۴ ایسے تشدد
ہرگز جائز نہیں جواب ع۵ بلا وجہ کینہ و بغض رکھنا حرام
ہے، اسکو ہر مسلمان جانتا ہے، مجھ میں کتاب دیکھنے کی
قوت نہیں تو ایک حدیث کہہ دینا، غلط مسائل کے بیان کو
روکنا علماء کا فرض ہے جو ان کو گمراہ کر سکتے ہیں وہ اپنی

...بت خراب کرتے ہیں، حضورِ اقدس صلعم کے زمانۂ مبارک
...سے لیکر اس زمانے تک کہیں اس طرح تبلیغ نہیں ہوئی کہ جاہلوں
...کو تبلیغ کے واسطے نکالا گیا ہو اور اپنے شہر کے لوگوں کو برے
...حال پر چھوڑا ہو میری حالت ایسی نہیں رہی کہ تفصیل سے
اس کو لکھ سکوں فقط والسلام، محمد مظہر اللہ غفرلہ امام
مسجد جامع فتحپوری دہلی

ان فتاویٰ سے آپ خود اندازہ لگالیں کہ مروجہ تبلیغ
والے شریعتِ مطہرہ میں کس قدر حد سے تجاوز کر رہے
ہیں الحفیظ الامان اور کس قدر غلط مسائل کی تبلیغ ہو
رہی ہے اگر علماء کرام اب بھی متوجہ نہ ہوئے تو میں
...یقین کے ساتھ پیشین گوئی کرتا ہوں ایک دور ایسا آئیگا

کہ عالموں کو ان کے مسائل بیان کرنے پر قرآن پاک
تعلیم بیان کرنے پر اہل مدارس کو مدارس پڑھانے پر بزرگوں کو
میں بیٹھے ہوئے اماموں کو مسجدوں میں مولانا زکریا کی یہ
نہ سنانے پر قاضیوں کو مروجہ مبلغ کا غیر مروجہ مبلغ کے
نکاح پڑھانے پر عوام کو مروجہ تبلیغ کے خلاف نہ کرو
کو مروجہ تبلیغ کے خلاف فتویٰ دینے پر شعرا کو مروجہ
کے خلاف شعر گوئی پر قتل کیا جایا کرے گا۔ اس دور کے
فتنے شروع ہو چکے ہیں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ
نے ایسے دور کے لئے ہی ارشاد فرمایا ہے کہ تم ایسے
میں عزلت اختیار کرنا ہی کونے میں بیٹھنا تمہارے لیے
زیادہ بہتر ہوگا اور صرف ایسے طریقے میں تمکو نجات
ہے اور کوئی طریقہ نہیں میرے دوستو اب اس دور کے
مشرق سے طلوع ہو کر مغرب تک پہنچنی شروع ہو گئی
اس وحدہٗ لاشریک سے توبہ واستغفار میں مشغول ہو جاؤ
تاکہ اس فتنہ وفساد سے بچ سکو اور اللہ ہی بچانے والا

اسکے علاوہ اور کوئی ذات تمکو نہیں بچا سکتی اس لئے کہ جو شخص
اپنا دلی شیطان بنالے تو پھر اس شخص سے بچنا بہت مشکل ہے اس
لئے کہ اس نے دوست اور ولی ایسے شخص کو بنایا ہے جس کو کوئی
انسان نہیں دیکھ سکتا تو میرے بھائی تو بھی اس سے بچنے کیلئے
ایسی ذات کی اعانت چاہ جسے شیطان بھی نہ دیکھ سکے وہ ذات
صرف خدائے پاک ہے اسی کی اعانت سے تو بچ سکتا ہے اور کسی
ذات سے نہیں بس اللہ تعالیٰ ہمکو اور کل مسلمان کو ہر فتنہ وفساد سے
محفوظ رکھے آمین ثم آمین میرے بھائی شیطان کا سب سے بڑا
ہتھیار انسان کو گمراہ کرنے کیلئے اس انسان کو علم دین سے ہٹانا ہے
اور مروجہ تبلیغ والے بھی خدا کی مخلوق کو خدا کے دین سے ہٹا کر
مروجہ تبلیغ کے راستہ پر ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم مدرسہ میں
رہنا چاہتے ہو تو دوران تعلیم بھی تمہیں تبلیغ میں جانا پڑے گا
ورنہ مدرسہ سے نکال دیئے جاؤگے یہ دین سے بے دینی کی
وبا و بیماری عام ہو گئی ہے میں آپ کو ملک برطانیہ کے ایک
مدرسہ کی مثال پیش کر رہا ہوں ذرا پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے اور

جس کا جواب ہمارے ہندوستان کے مشہور جید عالم مفتی اعظم حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی آپ نے اس شخص کے اصرار پر جواب مرحمت فرمایا ہے اس مقام مجموں کا توسع سوال و جواب کے نقل کیا جاتا ہے پڑھیے سرخی ہے

بچوں کی دینی تعلیم بازتبلیغ کیلئے جلسہ

موسرخہ یکم مئی ۱۹۶۶ء

کے اخبار الجمعیۃ سے نقل کیا جارہا ہے

ایک سوال اور اس کا جواب

از مولانا محمد میاں صاحب

سوال ــــ ہم نے کچھ برسوں سے انگلینڈ (یو کے) برطانیہ برنی علاقہ ڈیوز بری (یورک شائر) کے سیول ٹاؤن میں ایک مکتب (مدرسہ) ابتدائی دینی تعلیم کے لئے قائم کیا ہے

ہم کارخانوں کے ملازم لوگ آپس کے تعاون سے چندہ کے ذریعہ مدرسہ چلاتے ہیں، ایک سو پچاس بچے اس مدرسہ میں تعلیم لیتے ہیں، تین مدرسین بچوں کو پڑھاتے ہیں، ہر ایک مدرس کے پاس پچاس پچاس بچے پڑھتے ہیں، پڑھائی کا وقت ۶ بجے سے آٹھ بجے تک اور شام کو ۵ بجے سے ۸ بجے تک رہتا ہے، باقی بیچ کا وقت سرکاری انگریزی اسکول کا ہوتا ہے۔ اتوار کو مدرسہ میں چھٹی ہوتی ہے، سنیچر کو صرف ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک مدرسہ ہوتا ہے باقی شام کے وقت مدرسہ میں چھٹی رہتی ہے، ہر مدرس کو سال بھر میں تین ہفتہ کی (کیجویل) چھٹی تنخواہ کے ساتھ دی جاتی ہے ہر ہفتہ کے پیر کو ایک مدرس تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے یکے بعد دیگرے جاتے ہیں، جس کی چھٹی تنخواہ کے ساتھ دی جاتی ہے، اس ایک مدرس کی غیر حاضری کے درمیان پورے ۱۵۰ بچے دو مدرسین کے ذمے رہتے ہیں، جب ایک چلے کیلئے تبلیغی جماعت میں یکے بعد دیگرے

ہر ایک مدرس جاتا ہے تو ان کے حق کی چھٹی تین ہفتے کیساتھ
بیس ۲۱ دن کی دیجاتی ہے مگر تنخواہ ان بیس دن کی نہیں دی
جاتی غرض کہ سال بھر میں ہفتہ کی ایک سال بھر کی ۵۲
دن چھٹیاں اور باقی ۳۱۳ دن تعلیم کے ہوتے ہیں ان میں سے
۵۶ دن اس طرح چھٹیاں، اور ایک مدرس کی غیر حاضری کے
ہونے ہیں تو تعلیم کے صرف ۲۵۷ دن رہ جاتے ہیں، لہذا
بچوں کے حق میں بڑا نقصان ہوتا ہے یہاں کے نصرانی
ماحول میں اور کفر و الحاد کے دور میں بچوں کو صرف پندرہ سال
کی عمر تک مدرسہ اور اسکول کی تعلیم کا وقت ہوتا ہے اس قدر قیمتی
وقت کو برباد کر کے تبلیغی جماعت میں جانا کیا مدرس کو جائز ہے
چھوٹے بچوں کو دینی تعلیم دینا یہ کام اونچا ہے، یا تبلیغی جماعت
میں جانا یہ کام اونچا ہے؟ اس مسئلہ میں شریعتِ مطہرہ کا کیا
حکم ہے، خلاصہ کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور
فرمائیں فقط سیکریٹری مسلم جماعت، مقام و پوسٹ پاریج
ضلع بھروچ گجرات الجواب، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یا ایھا الناس قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس
والحجارۃ ترجمہ، اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے
گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور
پتھر ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الا کلکم
راع الحدیث بخاری شریف صفحہ ۱۰۵ جلد ۲

کتاب الاحکام

”ترجمہ“

دیکھو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اسکی
ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی پس امام و خلیفہ و
سلطان جس کا اقتدار سب پر ہے وہ سب کا ذمہ دار ہے
اس سے اسکی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی ایک
عام آدمی اپنے گھر والوں کا نگران و ذمہ دار ہے۔ اس سے
اس ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی پس بطور خلاصہ
یاد رکھو تم میں کا ہر شخص ذمہ دار اور نگران ہے اور ہر ایک کو
اپنی ذمہ داری سے متعلق جواب دہی کرنی ہوگی، بخاری شریف

آیۂ کریمہ کا مفاد اور مفہوم یہ ہے کہ مذہب اور دین کی بنیادی تعلیم یعنی عقائد و فرائض کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا جس طرح اپنے حق میں فرضِ عین ہے، تاکہ دوزخ کی آگ سے بچ سکے ایسے ہی گھر والوں کے حق میں بھی فرضِ عین ہے کہ ان کو تعلیم دے سکھائے اور جہاں تک اسکے امکان میں ہو عمل کرائے اور سدھارنے کی کوشش کرے تاکہ وہ دوزخ کی آگ سے بچ سکیں، حدیث شریف نے اسکی اور وضاحت کردی، اور حدیث شریف نے یہ بھی واضح کردیا کہ سکھانے سدھارنے، اور اصلاح کرنے کا صرف فرض اپنی ذات اور اپنے گھر والوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ جس کو جس پر اقتدار حاصل ہے، صاحب اقتدار کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے زیر اقتدار کو سکھائے اور انکی تربیت کرے، اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو بارگاہ رب العزت میں جوابدہ ہوگا اور جبکہ ہر ایک کو جوابدہی کرنی ہے تو یہ فرض اپنے حدود و اقتدار و اختیار میں فرضِ عین کی حیثیت رکھے گا، فرضِ کفایہ نہیں ہوگا۔

پس آیت کریمہ اور حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات صاف ہوگئی وہ معلم اور اساتذہ جنکو بچوں کی دینی تعلیم دلانا سپرد کیا جاتا ہے انکے حق میں سپرد شدہ بچوں کی تعلیم و تربیت فرضِ عین ہوجاتی ہے اس میں کوتاہی کریں گے تو خدا کے یہاں جوابدہ ہوں گے (۲) قرآن پاک کی تعلیم دینا اور دینی تعلیم دیکر بچوں کو دین اور ایمان سے آشنا کرنا دین کی سب سے زیادہ ضروری اور ملت کی سب سے اہم بنیادی خدمت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، وفی روایۃ ان افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ، بخاری شریف صفحہ ۷۵۲ یعنی تم سے سب سے زیادہ بہتر اور ایک روایت میں تم سب سے افضل وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ان اللہ وملئکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر ترمذی شریف کتاب العلم صفحہ ۹۳ ترجمہ، اللہ تعالی و اسکے فرشتے اور جو آسمانوں میں رہتے ہیں اور جو زمینوں میں ہیں

یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بل میں، اور یہاں تک کہ مچھلی دریا میں اسکے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں، جو معلم خیر ہوتے ہیں، ترمذی شریف، ظاہر ہے قرآن شریف اور عقائد اور عبادات کی تعلیم جو بچّوں کو دی جاتی ہے خیر ہی نہیں بلکہ خیر عظیم ہے، حضرت فضیل ابن عیاض فرمایا کرتے تھے، عالمٌ، عاملٌ و معلمٌ، یدعیٰ کبیرا فی ملکوت السمٰوات ترمذی شریف، صفحہ ۹۴ یعنی عالم جو خود عمل کرے، دوسروں کو تعلیم دے آسمانوں کی مملکت میں اسکو کبیر کہا جاتا ہے (۳) غیر مسلموں کو دعوت اسلام، اور نا واقف مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرنا اور اسلامی احکام کی پابندی کی ہدایت کرنا یہ بھی ایک فریضہ ہے، کما قال اللہ تعالیٰ، ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر، سورہ آل عمران وکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ وغیر ذالک من الآیات والاحادیث، مگر یہ فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ولولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ، رکوع ۱۵ سورہ توبہ خصوصًا

دوسرے مقامات کے مسلمانوں کو تعلیم دینا جہاں کے مسلما حدیث مذکور الصدر کے بموجب آپ کی رعیت نہیں ہیں یعنی نہ قرابت کے لحاظ سے ان کی ذمہ داری آپ پر ہے، نہ سپردگی کے لحاظ سے کہ جس طرح بچوں کو معلمین کے سپرد کیا جاتا ہے وہاں کے مسلمانوں کو آپ کے سپرد کیا گیا ہے کہ آپ کے منصب کے لحاظ سے کہ آپ حاکم اور امام ہوں، ایسے غیر متعلق اور اجنبی مسلمانوں کو تلقین و تبلیغ جو تبلیغی جماعت کا موقف ہے صرف فرض کفایہ کی حیثیت رکھتی ہے فرض عین کی حیثیت یقینًا نہیں رکھتی ہیں بچوں کی دینی تعلیم کے فرض کو جو اس معلم کے حق میں جس کے سپرد بچے کئے گئے ہیں فرض عین کی حیثیت رکھتا ہے اور افضل ترین دینی خدمت ہے اسکو چھوڑ کر فرض کفایہ میں وقت صرف کرنا یقینًا ناجائز ہے بلکہ تبلیغ کے مبارک عنوان پر ظلم ہے ایسے معلم عنداللہ جواب دہ ہوں گے اور جو بچے ان کی بے اعتدالی کے باعث محروم رہیں گے ان کی محرومی کا وبال ان معلمین پر ہوگا جو تبلیغ کے نام پر ادائے فرض میں کوتاہی بلکہ خیانت کر رہے ہیں

تعجب ہے تبلیغی جماعت کا نام لینے والے معلمین کس طرح ایسے حیلے
کا جواز نکالتے ہیں جس سے ان بچوں کی تعلیم برباد ہوتی ہے، جن کی
تعلیم و تربیت ان کے حق میں مذکورہ بالا نصوص کے علاوہ اس
عہد و پیمان کے لحاظ بھی ضروری ہے جو ملازمت کے وقت عمداً
یا عرفاً کیا جاتا ہے، مجھے رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب
کی وہ تقریر یاد ہے جو موصوف نے وفات سے غالباً چند ماہ
پہلے مرادآباد کے اجتماع میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
میں کی تھی، اس تقریر میں آپ نے حضرات مدرسین اور طلباء کو سخت
تنبیہ کی تھی کہ وہ اس غلطی میں نہ پڑیں کہ تعلیم کا حرج کر کے تبلیغ
میں جائیں حضرت نے وضاحت سے فرمایا تھا، کہ ہم مدرسین اور
طلباء سے وہ وقت چاہتے ہیں جو چھٹی کا وقت ہوتا ہے جس
میں تعلیم نہیں ہوتی تعطیل ہوتی ہے، مثلاً جمعہ کا دن یا عید بقرعید
یا رمضان شریف کے تعطیل کے ایام درحقیقت ایثار کی
صورت بھی یہی ہے کہ حضرات مدرسین و معلمین اپنے حق کا
وقت تبلیغ میں صرف کریں نہ یہ کہ مدرسہ کے حق کے وقت کو

کسی تاویل سے حاصل کریں اور تبلیغ کا نام کریں، واللہ تعالیٰ
اعلم، محمد میاں غفرلہ مفتی مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دھلی، اب
آپ خود اندازہ لگائیے کہ مروجہ تبلیغ والے کس قدر شرعی
حدود سے تجاوز کرتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے حرام اور
حلال میں، جائز و ناجائز میں کوئی تمیز ہی باقی نہ رہی اب تو خدا
کے لئے اسلامی شیرازہ نہ بکھیریے اور اپنے ان کرتوتوں
پر فخر نہ کیجئے اس لئے کہ یہ کوئی سربلندی کا کام نہیں شیخ
سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے متعلق اپنی کتاب گلستاں
میں یوں ارشاد فرمایا ہے" ہر کہ بیہودہ گردن افرازد"
خویشتن را بگردن اندازد" یعنی جو شخص بیہودہ گردن
بلند کرتا ہے، اپنے آپ کو سر کے بل ڈالتا ہے" اب اس
بات سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ خدا کے دین کو خدا و
رسول کی مرضی کے خلاف کرنا اور اس پر کبر و فخر کرنا قرآن
و حدیث کے بھی خلاف اور انسانیت کے بھی خلاف جیسا کہ
سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے

بنی آدم سرشت اتفاک دارند ـــــــ اگر خاکی نباشد آدمی نیست

بہر حال اس دور میں اس جماعت کے سبب دین میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں جتنے اس مروجہ تبلیغ سے فائدے پہنچتے تھے اب اس سے سہ گنہ خرابیاں بھی اسی مروجہ تبلیغ سے پیدا ہو چکی ہیں بلکہ بعض اوقات ان مروجہ تبلیغ والوں کی باتوں سے ایمان کے جانے کا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور کفر تک نوبت آجاتی ہے اور عقیدے بھی خراب ہو جاتے ہیں اللّٰھم حفظنا من کل بلاءِ الدُّنیا وبلاءِ الآخِرَۃ اور اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں کہاں تک بیان کیے جائیں لیکن کچھ مسائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اب ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس سے مروجہ تبلیغ والوں کے دین کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کے کس قدر مخالف ہیں اور اس پر علمائے کرام کے فتویٰ بھی سنئے اور اندازہ لگائیے

مع سوال وجواب کے نقل کیا جاتا ہے ذرا غور فرمائیے

(۴۲) ... الاز الت فیوض برکاتکم

سوال ـ قبلہ محترم مفتی صاحب ... ہم دہلی سے چند میل دور ایک موضع میں رہتے ہیں ـ اس بستی کے رہنے والے بحمد للہ اکثر مسلمان ہیں اور نماز روزے کے پابند ہیں اور ادھر چونکہ تبلیغی جماعت کا اثر ورسوخ کافی ہے اسلئے یہاں ایک عجیب وغریب صورتِ حال پیش آگئی ہے ـ ہماری مسجد میں ایک فریق تو چاہتا ہے کہ ترجمۂ کلام پاک لوگوں کو سنایا جائے اس لئے کہ تذکیر وموعظت کیلئے اس کتاب سے بڑھکر کوئی کتاب نہیں ـ دوسرا فریق جو جماعتِ تبلیغ سے منسلک ہے اس کا اصرار ہے کہ مسجد میں صرف دینی کتابیں پڑھ کر لوگوں کو سنائی جائیں جو نصاب تبلیغ کے نام سے موسوم ہے جن میں فضائلِ تبلیغ، فضائلِ نماز، فضائلِ حج وغیرہ وغیرہ ہیں جو مولانا مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری کی تصنیفات ہیں ـ یہ فریق چاہتا ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ اور بزرگانِ دین کی کتابیں پڑھنا نہ صرف تضیع اوقات ہے بلکہ بعض اوقات میں تو حرام کا درجہ رکھتا ہے بستی کے مسلمانوں کا اختلاف اس درجہ بڑھ چکا ہے

کہ یا ہی جدال بالعصا کی نوبت آنے والی ہے مگر اس ذاشر پر آپ کے مستفتی ہیں کہ اہلِ فتویٰ کا فیصلہ ہم سب کے لئے قابلِ قبول ہوگا اور اس سلسلے میں جو فیصلہ بھی دینِ متین سے ہوگا ہم سب اسکو بلا چوں چرا تسلیم کریں گے، لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ اس سلسلہ میں تفصیل کے ساتھ ہم باشندگانِ قریہ کو شریعتِ مطہرہ کے فیصلے باخبر فرماکر عند اللہ ماجور ہوں اور عند الناس مشکور ہوں (نوٹ) اس سلسلے میں تنازع کو دور کرنے کی ہر سعی ممکن کی جا چکی ہے مثلاً تطابق اور توافق پیدا کرنے کیلئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک وقت میں ترجمہ کلام پاک ہو جایا کرے اور دوسرے وقت میں مذکورہ بالا کتابیں مگر فریقین کسی بھی بات پر رضامند نہیں، آپ کو یہ بھی علم ہوگا کہ تبلیغی نصاب سے متعلق کتابوں میں کثرت سے ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جن کا تعلق ان فضائل سے ہے جو جہاد بالسیف سے متعلق ہیں ان احادیث کی فضیلتوں کو بے تکلف موجودہ تبلیغی جدوجہد سے وابستہ کر رکھا ہے (مولوی محمد جمیل صاحب مقام گھاٹمیکا

علاقہ میوات)

الجواب: مفتی اعظم حضرت مولانا سید عبد الدائم الجلالی مدظلہ العالی (مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری شہر دہلی) حضرت مولانا زکریا صاحب کا تبلیغی نصاب ہو یا کسی دوسرے بزرگ عالم کی لکھی ہوئی کتابیں بہر حال نصاب اور کتب انہی لوگوں کے لئے واجب القبول ہوتی ہیں جو ان بزرگوں کو ہر غلطی سے معصوم یا کم از کم اپنا مرشد مانتے ہیں دوسرے پر زبردستی ان کتابوں کو پڑھنا اور سننا مسلط نہیں کیا جا سکتا ہمیشہ سے فقہ حنفی فقہ شافعی فقہ مالکی، فقہ حنبلی پڑھنے والے جدا جدا استادوں کے درس اور مختلف فقہی کتابوں میں تعلیم میں شرکت کرتے رہتے ہیں، مسجد تمام مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے صرف مروجہ تبلیغ کے علمبرداروں ہی کی نہیں ہے کیا مولانا زکریا صاحب نے یہ حکم دیدیا ہے کہ ان کے مقرر کردہ نصاب تبلیغ کے علاوہ تمام دینی کتب کی تعلیم اور قرآن مجید کی تفسیر اور ارشاد و ہدایت کی تقریریں علمائے حق کی بند کر دیں، ہم نے ایسا مولانا کی کسی کتاب میں نہیں پڑھا یہ مت دیکھو کہ نصابِ تبلیغ کی کتابیں

ضعاف سے پرہیز ممکن ہو ترہیب و ترغیب کے موقعہ پر ایسی کمزور یا کہ منقطع احادیث
کے ذکر کو بعض علماء جائز قرار دیں لیکن یہ تو کوئی عالم بھی نہیں کہہ سکتا کہ اچھے بھلے
عالم کو تفسیر قرآن مجید تشریح احادیث اور مسائلِ فقہ کی تفصیل سے روکا
جائے اور بس نصابِ تبلیغ کو ہی رٹایا جائے یہ بڑا ظلم اور اجماع امت کے خلاف
ہے آیاتِ قتال کو تبلیغ پر محمول کرنا ہے۔ میں تو کسی طور پر متفق نہیں ہوں اور
اسکو تفسیر بالرای سمجھتا ہوں۔ لیکن چھوڑیئے میرے فہم کو اجماعِ علماء
جہاد بالسیف کے منسوخ ہونے کا کبھی قائل نہیں رہا ہے۔ بہرحال
مسلمانوں کو کان کھول کر اور آنکھیں کھول کر اور دل کے پردے کھولکر
سمجھ لینا چاہئے کہ ایسی تبلیغ جس سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے تبلیغی
غایت اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہے اور ظاہرا علم سرداران تبلیغ میں
سے کوئی اس کا قائل نہیں۔ مسلمانوں کا فقہی، کلامی، معاشرتی، سماجی
اور سیاسی شیرازہ بہت کچھ منتشر ہو چکا ہے اس کو مزید پراگندہ کرنے کی کوشش مت کرو

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وحفظ السنن
نبوی جندہ لم

سید عبدالقیوم الجلالی مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی، مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ

عبدالرحمٰن غفرلہٗ مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
(۱۱) جمادی الاوّل ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح، عبدالرحمٰن شاکر دہلوی مدرس مدرسہ سبحانیہ قصاب پورہ شہر دہلی

الجواب صحیح عبدالکریم مدرس مدرسہ دعائیہ صدر بازار دہلی

الجواب صحیح محمد حسن جلالی صوبہ ہریانہ (محمد دیوبندی)

الجواب صحیح لیاقت حسین بہاری

جواب دوم، مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب کے خلفِ اکبر حضرت مولانا مفتی واصف صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

نمبر(۱) قرآن مجید کا ترجمہ سنانا بہ نسبت دوسری کتاب سنانے کے بیشک افضلیت رکھتا ہے کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تبلیغ کے خلاف ہے، بات کو سننے اور سمجھنے میں غلطی ہوئی ہوگی۔ (۲) کوئی کتاب جو وعظ و تذکیر یا بزرگان دین و صالحین کی حکایات پر یا مسائلِ فقہ پر مشتمل ہو مسلمانوں کے لئے مفید ہی ہے، محض یہ انتخاب کہ یہ سناؤ وہ نہ سناؤ فتنہ و فساد کا سبب بنتا ہے

تو فتنہ و فساد بین المسلمین حرام ہے

الفتنۃ اشد من القتل

(۳) شریعت میں بھی اور ہر کام میں افراط و تفریط سے بچنا چاہئے آیات و احادیث کا صحیح محمل و مفہوم ائمہ مفسرین اور ائمہ حدیث کی کتابوں سے معلوم کرنا چاہئے) اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ

والله تعالیٰ اعلم بالصواب
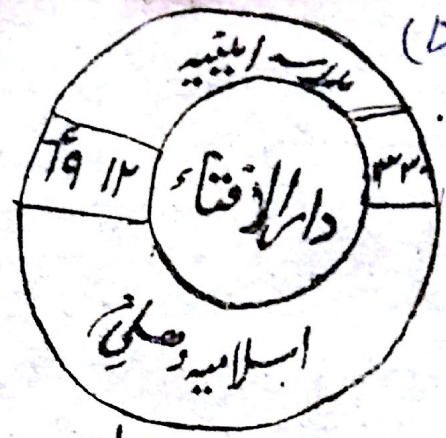
احقر محمد واصف مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح
عبدالرحمن عفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
جمادی الاول ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح
عبدالرحمن خاں شاکر مدرس مدرسہ
سبحانیہ دہلی ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

میرے دوستو اور بزرگو ابھی تو آپ حضرات کے سامنے صرف
نمونے پیش کیئے جا رہے ہیں تاکہ آپ حضرات بخوبی اندازہ
لگا سکیں اور اس میں بھی کم و بیش کئی ہزار نمونے ہیں اگر ان سبکو
یکجا جمع کیا جائے تو یہ کتاب کافی ضخیم بن جائے گی تو
قارئین کے لیئے باعثِ ملول ہو گی اور حقیر کے پاس اتنا
وقت بھی نہیں ہے تمام مروجہ مبلغین کی جہالت بیان کی جائے
اسکے لیئے تو ایک زمانہ درکار ہے اب بحمد اللہ خدا کا شکر ہے
ان مروجہ مبلغین کی جہالت پر کچھ علمائے حق ڈرتے ڈرتے
متوجہ ہوئے ہیں اسلئے کہ آج کل کے علماء کا توکل اللہ کی ذات
پر نہیں ہے بلکہ وہ ظاہری اسباب پر سمجھتے ہیں اور جہلا کی
بھیڑ کو دیکھکر مرعوب ہو جاتے ہیں اور کتمانِ علم کرتے ہیں اور
غلو سے کام لیتے ہیں اور جو عالم حق بات کہے تو اسکے دبانے
کی کوشش کرتے ہیں جیسے کہ آپ حضرات کو اس واقعہ سے اندازہ
ہو جائے گا ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء رسالہ صدق جدید لکھنؤ کے
صفحہ ۱۰ کو ملاحظہ فرمائیے (عنوان ہے تبلیغی جماعت)

تبلیغی جماعت

نقل مطابق اصل ہے

یکم جون ۱۹۷۱ء کے صدق جدید میں ایک مراسلہ تبلیغی جماعت میں غلو سے متعلق شایع ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مراسلہ نگار نے ادب احترام ملحوظ رکھتے ہوئے بالکل صحیح نشاندھی کی ہے جولائی ۱۹۷۱ء کا الفرقان (نگاہِ اولین) دیکھکر تعجب ہوا جس میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے تبلیغی موافقت میں اپنا پورا زور صرف کیا۔ اگر مولانا اجازت دیں گے تو پھر کسی وقت غلو کے بارے میں مفصل گفتگو کروں گا۔ اگرچہ کسی خاص فرد جماعت کو نشانہ بنا کر گفتگو کرنا میرے مزاج و مسلک کے خلاف ہے۔ اس وقت صرف اتنی گذارش ہے کہ میرے نزدیک محترم مولانا کی موافقت خود غلو کا نتیجہ ہے جسکی توقع مولانا جیسے قامع بدعت سے نہ تھی میری مخلصانہ رائے یہ ہے کہ

بحیثیت مجموعی تبلیغی جماعت کا جو مزاج بنتا جارہا ہے اس سے مولانا علی میاں ندوی اور مولانا منظور نعمانی صاحبان بری قرار نہیں دیئے جاسکتے ہیں۔ میں تبلیغی جماعت کا مخالف نہیں بلکہ خیر خواہ و قدردان ہوں وقتاً فوقتاً اجتماعات میں شریک ہوتا رہتا ہوں پہلے تقریر بھی کیا کرتا تھا، اور مرکز میں حاضری دیتا ہوں! یونی ورسٹی کی مناسبت سے میں نے کوشش کی اسکے پروگرام میں درسِ قرآن کا اضافہ ہوا۔ اور مولانا ندوی و نعمانی کی کتابیں بھی پڑھی جایا کریں لیکن ہماری ملی زندگی کا یہ سانحہ کسی قدر روح فرسا ہے کہ جہاں کوئی معمولی بات کسی فرد و جماعت کے خلاف کہی گئی بس نیازمندوں کی ایک فوج میدان میں اتر آئی اور پھر وہ دین و ملت کی سب سے بڑی خدمت سمجھکر کہنے والے کی سرکوبی میں مصروف ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر فرد و جماعت (بلا استثنا) کے بارے میں سنجیدہ غور و فکر اور اصلاح و مشورہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے صرف نیازمندوں کی فوج باقی رہ گئی ہے اللہ تعالیٰ سے

دعا ہے کہ ملت کو نادان دوستوں اور اجارہ داروں سے
محفوظ رکھے آمین ثم آمین لِ

مولانا محمد تقی آمینی ناظم شعبۂ دینیات مسلم یونی ورسٹی
علیگڑھ اپنے اس مسلک و مزاج پر بجائے شخصوں سے
قطع نظر پر ۲۶-۷-۱۹۷۱ء سختی سے قائم رہیں (صدق)
اور بہت سے مسائل اور بیانات ہیں کہاں
تک کئے جاؤں۔ دس سوالوں کا جواب پاکستان
اور ہندوستان کے مفتیوں سے اور سنئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع
متین مسئلۂ ذیل میں۔

سوال نمبر ۱ زید کہتا ہے کہ مروجہ تبلیغ یعینہ صحابہ رض
کی تبلیغ ہے۔ عمر کہتا ہے یہ صحابہ کی تبلیغ نہیں ہے
اس لئے کہ صحابہ رض نے تبلیغ اسلام کی ہے اور یہ تبلیغ احکام
ہے اور زید کا عقیدہ بھی یہ ہی ہے کہ صحابہ نے اس
تبلیغ کے لئے بہت سفر کئے۔ عمر کہتا ہے کہ اس کے لئے

سفر نہیں کئے بلکہ تعلیم کے لئے۔ اب آپ شریعت مطہرہ
سے مفصل و مدلل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۔ تبلیغ کرنے کا حقدار کون ہے؟ آیا
عالم یا جاہل۔ تحریر فرمائیں۔

سوال نمبر ۳، مروجہ تبلیغ شریعت مطہرہ میں فرض ہے
یا واجب یا سنت یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت
سیئہ ہے اور اگر فرض ہے تو مروجہ تبلیغ یا محمد رسول
اللہ کی تبلیغ اسلام یا تبلیغ احکام۔

سوال نمبر ۴، تبلیغ اسلام کے لئے سفر ضروری ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۵، زید کہتا ہے ایک مبلغ مولانا محمد حسین خان
صاحب میواتی نے اپنی تصنیف کردہ مفتاح التبلیغ
میں فرمایا ہے کہ صحابہ میں زنا تک والے پائے جاتے
ہیں اور پھر بھی دین کے کام میں مشغول رہے۔ عمر کہتا ہے
کہ صحابہ میں سوائے ایک دو صحابیوں کے اور کوئی صحابی
نہیں پایا جاتا اور انہیں بھی سنگسار کیا گیا۔ ایسے آپ

شریعت مطہرہ سے فیصلہ سنائیں کیا ان جملوں سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص نہیں ہوتی اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بیان فرمائیں۔

(سوال ع۶) زید کہتا ہے اور یہی اس کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں کچھ نہیں رکھا۔ تفسیر میں کچھ نہیں رکھا، خانقاہوں میں کچھ نہیں رکھا مدرسوں میں کچھ نہیں رکھا اور نہ ہی یہ دین کے راستے ہیں بلکہ دین کا واحد راستہ مروجہ تبلیغ ہے اور اسی سے جنت ملے گی اور اسی راستے میں کامیابی ہے فقط۔ اب آپ تحریر فرمائیں کہ کیا زید کا یہ عقیدہ درست ہے۔

(سوال ع۷) زید مروجہ تبلیغ کے لئے دور دراز کے سفر کرتا ہے جس سے اس کے ایک ایک سفر میں آٹھ آٹھ دس دس ہزار روپے صرف ہوتے ہیں اور یہ اسی طرح سفر کرنے کی اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتا ہے عمر کہتا ہے کہ یہ سارا اسراف ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ

زیادہ سے زیادہ مدرسے کھولے جائیں اور دینی تعلیم پر زیادہ پیسہ، روپیہ صرف کیا جائے اس میں ثواب ہے۔ اور آخرت میں اس شخص کو اجر عظیم ملے گا۔ یہ جاہلانہ تبلیغ کے اسراف سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔

(سوال ع۸) زید کہتا ہے کہ جو پیسے مدرسوں میں دئے جائیں وہ بیکار رہیں اور جو تعلیم پر صرف کئے جائیں یہ سب بیکار رہ جائیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ زید کا عقیدہ درست ہے یا اس سے اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہے یا نہیں شریعت مطہرہ سے فیصلہ فرمائیں

(سوال ع۹) زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ کو مروجہ تبلیغ کرنے والوں پر صرف کرتا ہے آیا اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں بیان فرمائیں۔

(سوال ع۱۰) اکثر جاہل مبلغین اپنی تقریروں میں یہ غلط حدیثیں بیان کر دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے عوام سن کر علماء

عظام سے مزاحمت کرتے ہیں۔ جب علماء انہیں منع کرتے ہیں تو عوام انکو تبلیغ کا مخالف کہہ کر انکو پیٹتے اور مارتے ہیں اور اس کو قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں اور ایسے اکثر واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ انکو زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اور جو عالم چلہ نہ دے اسکو مدرسہ پڑھانے نہیں دیا جاتا۔ آپ بیان فرمائیں شریعت میں ایسے جاہل مبلغین کا کیا حکم ہے بیان فرمائیں۔

بینوا توجروا۔ سید عبداللہ صابر حسینی

مہتمم مدرسہ عبیدیہ دار القنون

الجواب

مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی محمود صاحب عفی اللہ عنہ

مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(جواب عـ۱) مروجہ تبلیغ فی نفسہ کار خیر اور حسن نیت کے ساتھ موجب ادب ہے لیکن اسکو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کی تبلیغ کہنا غلط اور بے بنیاد ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تبلیغ اسلام کی ہے۔ سفر کرنا اس کے لئے جائز ہے ضروری نہیں

(جواب عـ۲) تبلیغ عالم اور غیر عالم دونوں پر اپنے علم کی حد تک ضروری ہے۔ عام فہم مسائل جس کا علم کسی غیر عالم کو ہو جائے وہ بھی اس کا عالم ہو جاتا ہے۔ لیکن بہتر شریعت کا طریقہ یہ ہے کہ تبلیغ کا کام کسی عالم کے سپرد ہو تاکہ غلطی کا احتمال کمزور ہو جائے۔ البتہ غیر عالم جماعت کے ساتھ چلیں تاکہ اس کی بھی تربیت ہو سکے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہو گا۔

(جواب عـ۳) تبلیغ کے لئے سفر ضروری نہیں جائز ہے

(جواب عـ۴) تبلیغ اسلام فرض ہے اگر احکام اسلام سے کوئی قوم بے خبر ہے یا اصل اسلام کا انہیں علم نہ ہو۔ اگر باخبر ہوں تو تذکرہ مستحب ہے۔

(جواب ع۵) صحابہ کرام میں زنا کے واقعات ہوئے، لیکن حدیث میں آتا ہے کہ انکی توبہ ایسی تھی کہ مدینے والوں کو کافی تھی۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (الحدیث) صحابہ کرام کی تنقیص سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ اللہ فی صحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا۔ انکو تنقید کا نشانہ بنانے والے ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے۔

(جواب ع۶) زید کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ اگر تبلیغ کرنیوالے اسطرح کی انتہا پسند اور جذباتی ہوں تو سب سے پہلے انکی اصلاح ضروری ہے۔ اس طرح کے عقیدہ سے حبط اعمال کا خطرہ ہے

(جواب ع۷) یہ اسراف ہے اور تعلیم پر خرچ کرنا یہ ایک وجہ خیر ہے اس لئے کہ دین کی بقا کا اسی پر دار و مدار ہے

اور یہی زیادہ اہم کام معلوم ہوتا ہے۔

(جواب ع۸) زید کا یہ عقیدہ محض غلط اور فاسد ہے اسکی اصلاح ضروری ہے یہ عقیدہ ایک صحیح الخیال مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔

(جواب ع۹) اگر تبلیغی دوست غریب مسکین و فقیر ہیں تو اس پر زکوٰۃ صرف ہو سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

جواب ع۱۰ غلط حدیثیں بیان کرنا سخت ترین گناہ ہے۔ من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (الحدیث) تبلیغ صحیح روایات سے کرنی چاہئے۔ غلط موضوع اور جھوٹی روایتوں کے بیان سے قطعاً احتراز کریں۔ علمائے حق اس کا سدِ باب کریں۔

واللہ اعلم

(نمبر ۹)

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دار الافتاء
مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح والمجیب مصیب

نیاز مند

الجواب صحیح

اشرف علی نیلا گنبد لاہور

خادم الاسلام

سید نور الحسن غفرلہ ناظم

ناصر العلوم حیدرآباد پاکستان

الجواب صحیح

سید امجد علی انار کلی لاہور

الجواب صحیح

سید مبارک علی اردو بازار

لاہور

آوازِ حق کاندھلہ سے اٹھی ہو

ناموس

اٹھتے ہے

اب ہم آپ کو بانی مروّجہ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجلّہ خلفاء میں سے سب سے بڑے خلیفہ حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب مد ظلہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انکی رائے کا اظہار کرتے ہیں جو انھوں نے مروّجہ تبلیغی جماعت کے متعلق تحریر فرمایا ہے آپ انکی شخصیت کا اس بات سے خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بانی مروّجہ تبلیغ نے اکثر تبلیغی نصاب کی کتابیں حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب سے ہی تحریر کرائی ہیں چونکہ آپ کو انکے علم پر اطمینان تھا اور آپ روز اوّل ہی سے ساتھ تھے ... سنیئے .. حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اوّل و معتمد خصوصی بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ و ماموں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب زندگی کی صراط مستقیم کے آخر میں ضروری انتباہ کے نام سے بطور تتمہ کے تحریر فرمایا۔ نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ علمائے اہل حق کے مسلک کے مطابق ہے۔

جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں انکی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث ائمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں۔ میری عقل و فہم سے یہ چیز بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا

شاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اسکو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکو فیوض الحرمین میں بدعت حسنہ کی حیثیت ہی سے اختیار فرمایا ہے۔ اور اسی سے ہم نے اس کام کو اخذ کیا ہے اور اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اسکو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے؛ انتہیٰ۔

مگر مولانا کی اس تحریر پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت تھی اور اس معاملہ میں مولانا موصوف کی طرف رجوع کرتے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اصلاح کی فکر کرتے، للٰہیت اور اخلاص کا تقاضہ تو یہی تھا، مگر ہوا یہ کہ ہر ایک نے اپنے منصب و مبلغ علم کے مطابق مولانا موصوف کو خوب اعزاز بخشا اور جذبۂ ایمانی و حمیت اسلامی نے سب و شتم پر مجبور کر دیا جس میں سب سے زیادہ المناک حادثہ یہ ہے کہ مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی جیسی شخصیت نے نہ معلوم کن مضمر مصالح کے پیش نظر مولانا موصوف کے اہانت آمیز و ناشائستہ مکتوب تحریر فرمایا اور مکتوب الیہ نے اجازت لئے بغیر ماہنامہ نظام کانپور میں اسکو شائع کر دیا، اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ بقول مرتب صاحب شیخ الحدیث صاحب مدظلہ مظاہر علوم سہارنپور کے ایما سے اس خط کو بصورت کتابچہ چشمۂ آفتاب کے نام سے شائع کیا گیا اور حتی المقدور اس کی تقسیم کی گئی یہ مخفف ہے شیخ سعدی کے شعر کا

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ان کے مخاطب ہیں حضرت مولانا موصوف انا للہ وانا الیہ راجعون ان کا جواب بندہ آئینہ صداقت بجواب چشمہ آفتاب کے عنوان سے دے چکا ہے۔ جو پانچ بار شائع ہو کر تقسیم بھی ہو چکا ہے پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو اھدنا الصراط المستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

آئیے اب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کے خیالات سنئے

بندہ نے مفتی صاحب کی خدمت میں ۲ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ کو چند سوالوں کا پرچہ ارسال خدمت کیا تھا اس پرچہ میں احقر نے وہی سوالات درج کئے تھے جو سوالات احقر نے مفتی محمود صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان کو بھیجے تھے جو گذشتہ صفحات میں مع مفتی محمود صاحب کے جواب کے صفحہ نمبر ۶۳ و نمبر ۶۴ میں گذر چکے ہیں طوالت کی وجہ سے یہاں صرف جواب پر اکتفا کیا گیا ہے قارئین کرام اگر چاہیں تو صفحہ ۶۳ و ۶۴ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ **الجواب** بمبہ ۱۳۶۶ھ کو حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدرسہ اشرف العلوم نیلا گنبد لاہور ۲۳ ربیع الاول یہ جواب موصول ہوا

وعلیکم السلام بندہ نے آپکے تمام سوالات کو بغور پڑھا پڑھکر اسکا مختصر جواب دیا جا رہا ہے سب سے پہلے تو آپ سے یہی کہوں گا کہ آپ ادھیڑ فرصت میں ان سوالوں کو مدرسہ کاشف العلوم بستی حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بھیج دیں گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ حضرات آپ سے باہر نہیں جائیں گے؛ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا فائدہ عوام الناس میں

بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہم بھی خاموش ہیں ورنہ اسکے متعلق بہت زیادہ شکایات سننے میں آتی ہیں۔ جو قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہوتی ہیں بہرحال میوات میں اس کا فائیدہ بہت سننے میں آیا ہے اگر چہ میں ہر ایک سے معلوم کرتا رہتا ہوں ہ ایسے عقائد جن کا آپ نے تذکرہ فرمایا یقیناً گمراہ کن ہیں ان عقائد سے شخص خارج از اسلام سمجھا جائے گا اور اگر صحیح اصولوں کی بنیاد پر کی جائے تو وہ تبلیغ خواہ کسی ایک ہی حکم کی ہو عمل خیر ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے

ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

اس کا اجر ضرور ملے گا باقی اس قسم کے سوالات مرکز ہی میں کرنے چاہئیں فقط والسلام

جمیل احمد عفی عنہ مدرسہ اشرف العلوم

نیلا گنبد لاہور ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

احقر کو یہ جواب ۲۴ ربیع الاول کو موصول ہوا جس سے بہت خوشی ہوئی لیکن پڑھکر صدمہ ہوا، جس پر احقر نے ۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ کو ایک طویل خط جواب الجواب کے عنوان سے مفتی جمیل احمد کو تحریر کیا جس کا مضمون حرف بحرف نقل کیا جا رہا ہے مکرمی و محترمی حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی تھانوی مدرسہ اشرف العلوم نیلا گنبد لاہور وعلیکم السلام الحمد للہ آپکا جواب ناصواب موصول ہو کر کاشف حالات ہوا پڑھکر از حد صدمہ ہوا اور تعجب بھی یعنی ذرہ برابر بھی

سائل کے سوالوں سے مطابقت نہیں سائل کیا سوال کر رہا ہے اور مجیب صاحب عجیب جواب دے رہے ہیں معاف فرمائیگا اگر مفتی سائل کے سوال کے مطابق جواب نہ دے تو مفتی صاحب کا محدود علم سمجھا جاتا ہے اور مفتی کے جواب سے ہی مفتی کا علم و فضل آشکارا ہوتا ہے اور اس جواب سے نہ تسلی و تشفی ہوئی بلکہ اور الجھن پیدا ہو گئی جن کی وجہ سے حقیر نے دوبارہ قلم فرسائی کی جرأت کی۔ آمدم بر سر مطلب بطور مروجہ تبلیغ کی حقیقت اور اسکے عقائد و نتائج و مشاہدات کے لئے میں چند کتابیں آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں یہاں مثال کے طور پر چند باتیں ذکر کیئے دیتا ہوں۔ آپنے فتوی کے اندر میوات کے نتائج کے متعلق ذکر فرمایا ہے اب آپ وہاں کے حالات سنیئے کہ میوات کے وہ مبلغین جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر رکھی ہیں ان کے عقیدے یہ ہیں، آپس میں شادی کرنا حرام۔ یعنی ایک بھائی کا لڑکا ایک بہن کی لڑکی ان کی آپس میں شادی نہیں ہو سکتی اگر بفرض محال اگر کسی نے زبردستی ایسا کر دیا تو ان کو قتل کر دیا جائے گا نمبر ۲ دوسرے لڑکی کا لڑکی کے باپ کی زمین میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور اس لڑکی کے حصہ دینے کو حرام سمجھتے ہیں۔ اب آپ بتایئے جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اسکے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ ہے چونکہ منصوص ہے تو ان کی حلت معلوم ہوتی ہے اور یہ اسکو حرمت پر محمول کرتے ہیں جس سے قرآن کا انکار لازم آتا ہے، اور یہ کھلی بات ہے جس شخص نے قرآن پاک کا انکار کیا وہ شخص کافر ہے۔ آیا یہ مبلغین جو اپنی ساری زندگی اس تبلیغ میں لگائے ہوئے ہیں کیا ان لوگوں کو یہ تبلیغ سود مند ہوگی

آپ ہی تحریر فرماویں، دوسری بات یہ ہے ہندوستان کے اندر یہ مبلغین ہر جگہ تعلیم کی مخالفت مدرسوں کی مخالفت خانقاہوں کی مخالفت چندہ دینے کی مخالفت پر زور دیتے ہیں اور اپنی تقریروں میں اور اپنے جلسوں میں اکثر ان کے مقررین یہ کہتے ہیں کہ یہی ایک ایسا طریقہ کا ہے جس میں صحابہ رضی کی عین اتباع ہے، اور یہ چلتا پھرتا ایک مدرسہ بھی ہے اور خانقاہ بھی ہے اور تبلیغ دین بھی لہٰذا جب تک تم اس کام میں نہیں لگو گے تمہیں اللہ کی مدد نہیں مل سکتی نہ تم سے خدا اور اس کا رسول راضی ہو سکتے ہیں اسلئے تم اس کام میں لگ جاؤ۔ کاروبار کو چھوڑ دو بیوی بچوں کو چھوڑ دو، اپنے رشتہ دار و اقارب کو چھوڑ دو اور تم اس کام میں لگ جاؤ اللہ تعالیٰ انکی مدد فرمائیے گا اور تم اللہ کے راستے میں چار یا پانچ چلوں کیلئے نکل جاؤ یہی جاہل لوگ جو جماعت کی شکل میں دوسرے دیہاتوں میں یا دوسرے محلوں میں رہبر بن کر جاتے ہیں انھیں تبلیغ احکام کرتے ہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تبلیغ احکام سے مراد مسائل ہیں یا فضائل اسلئے کہ ان جاہل مبلغوں کو ذرہ برابر مسائل سے واقفیت نہیں ہوتی، اور نہ کرائی جاتی ہے اور نہ ہی ابتک مروجہ مبلغین کی کتابوں کے اندر کوئی مسائل ذکر کئے گئے ہیں بلکہ تمام کتابیں فضائل ہی پر لکھی گئی ہیں، حالانکہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا منشاء قطعاً یہ نہیں تھا جیسا کہ انکے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے، انھوں نے تو اس کام کی تحریک اس دور میں کی تھی جبکہ عوام علماء سے بدظن ہو چکے تھے یا ہوتے جا رہے تھے، عوام اور علماء میں کوئی مناسبت نہ تھی اور آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے

بھی عوام کا جوڑ علماء سے پیدا ہو جائے جس کے لئے آپ نے اس تحریک کی ابتداء کی جیسا کہ ملفوظات میں منقول ہے، لوگ جو قرآن و حدیث سے بھاگا کرتے تھے احکام شریعت کا انکار کرتے تھے، علماء کرام اور صوفیائے عظام کی توہین کیا کرتے تھے ان چیزوں کے خاتمہ کیلئے حضرت مولانا محمد صاحب اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدھم نے یہ کام شروع کیا تھا تاکہ عوام علماء کی عزت کریں اور انکے منصب کو پہچانیں، اس دور کے اندر حضرت مولانا مرحوم تھوڑی سی غلطی پر یا غلط بات کہنے پر یا بیان کرنے پر زجر و تنبیہ فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے یہ مروجہ تبلیغی کام صحیح معنی میں حضرت مولانا محمد صاحب نے کیا ان کے بعد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا، انکے بعد مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اب ان کے بعد مولانا محمد انعام الحسن صاحب امیر جماعت ہیں جنہوں نے ہندوستان کے سینکڑوں علمائے عظام اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفاؤں کو اس کام سے بدظن اور ان لوگوں کو اس کام کا مخالف قرار دیکر ان کی توہین کرائی ان کو عوام سے گالیاں دلوائیں، ان کو پاگل کہا گیا، ان کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں، اور ان کو قتل کرانے کا مجاہدہ کرایا گیا پھر ایسے قتل کے واقعات رونما ہوئے کہ علماء کرام کو قتل بھی کیا گیا بعض علماء پر جب قتل کی وارداتیں ہوئیں تو ان کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا اس وجہ سے ہندوستان میں اس جماعت سے بہت سے علماء اور عوام بدظن ہو گئے ہیں اسلئے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو صحابہ رضی سمجھتے ہیں اور اپنے کام کو تمام دینی کاموں پر

فضیلت دیتے ہیں اگر آپ کو برا محسوس نہ ہو تو میں یہ کہوں گا آپنے جو اپنے فتوی میں اس کام کو فرضِ کفایہ کہا ہے حقیر کی سمجھ میں نہیں آتا حقیر تو اسکو بدعت ہی کہتا ہے، اس لئے کہ یہ طریقہ جس طریقے سے یہ لوگ کام کر رہے ہیں میری نظر میں اور علماء کی نظر میں یہ صحابہؓ کا کام نہیں جیسا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا احتشام صاحب نے اپنی کتاب بندگی کی صراطِ مستقیم میں تحریر فرمایا ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام تبلیغ اسلام کیا کرتے تھے اور اسکے بعد تبلیغ احکام یعنی جو چیزیں ان پر فرض ہیں انھیں بتاتے مثلاً نماز، روزہ، زکواۃ، حج، جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ لیکن یہ لوگ ان کے برعکس صرف فضائل ہی بیان کرتے ہیں، اور بیان کرنے والے بھی اردو خواندہ ہوتے ہیں جو خود بھی ان فضائل کو سمجھ نہیں پاتے ان ہی جاہلوں میں سے ایک امیر بن جاتا ہے جو جماعت کی رہ نمائی کرتا ہے پھر ان جاہلوں کی جماعت پر لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے جو میری نظر میں بے سود ہے اور اسراف ہے جب ایک شخص پوری طرح دین سے واقف نہیں تو ظاہر بات ہے کہ وہ دین کی باتوں میں اور دین کے قوانین میں ضرور غلطیاں کریگا، جیسا کہ آپ نے اپنے فتویٰ کے اندر یہ ذکر کیا ہے کہ غیر مستند عالم کا وعظ سننا جائز نہیں، اسی طرح سے جاہلوں کی تبلیغ بھی جائز نہیں، اس سے صحابہ کی توہین بھی لازم آتی ہے، صحابہؓ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہا کرتے تھے وہی بات کہا کرتے تھے جسکو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اس پر خود عمل کر کے دکھاتے تھے اور آج کل جاہل مبلغین خود کورے جاہل ہیں اور دوسروں کی

رہبری کرتے ہیں تو یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے براہ کرم آپ اس حقیر کو سمجھا دیئے براہ کرم آپ میری تسلی کے لئے مکمل جواب تحریر فرمایئے اور یہ تحریر فرمایئے کہ دین کا کام مدارس کے ذریعہ زیادہ اہم ہے یا اس مروجہ تبلیغ کے ذریعہ سے اگر اس مروجہ تبلیغ کے ذریعہ زیادہ اہم ہے تو پھر لوگوں کو اسی کام پر لگ جانا چاہیئے اور مدرسوں کو چھوڑ دینا چاہیئے، اور کیا اسے احکام کے فضائل کی تبلیغ کرنی چاہیئے، حقیر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغ کی ہے اس تبلیغ کا یہ تبلیغ مروجہ تذکرہ ہے، دوسری بات یہ تبلیغ باب تفعیل سے ہے جسکے معنی پہنچا دینے کے ہیں اور یہ جملہ مبلغین تبلیغ نہیں کرتے بلکہ وہاں جاکر لوگوں سے کلمہ سنتے ہیں اور انھیں بتا کلمہ سناتے ہیں جسکا اطلاق ہرگز تبلیغ پر نہیں آتا بلکہ وہ تعلیم و تعلم کہلاتا ہے تبلیغ نہیں، اور حدیث شریف میں آیا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، بلغوا عنی ولو آیۃ پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو تو ان مبلغین کا کام تعلیم تعلم تو ہوتا ہے یعنی سیکھنا سکھانا لیکن محض تبلیغ نہیں ہوتی اور یہ اپنے آپ کو مبلغ کہتے ہیں حالانکہ مبلغ نہیں معلم و متعلم ہیں،

ان تمام صورتوں کو لکھنے کے بعد جو اوّل سے لیکر اخیر تک ظاہر کی گئی ہیں یہ طریقہ بدعتِ حسنہ معلوم ہوتا ہے جبکہ آپ کے خلیفہ مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی مرحوم اسکو بدعت فرماتے ہیں بے شک اس کام سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے لیکن ہندوستان میں اور دوسرے ممالک اسلامیہ میں دینی مدارس وغیرہ کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچا ہے اس واسطے میری گذارش ہے کہ آپ براہ کرم

یا تفصیل یہ تحریر فرمائیں کہ اس دور میں تعلیم و تعلم کی اور مدارس و خانقاہ
کی اہمیت اس مروجہ تبلیغ سے افضل ہے یا نہیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں
کہ یہ مروجہ تبلیغ والے اپنی تبلیغی جد و جہد کے اندر عوام الناس میں
مدرسوں اور تعلیم کا شوق پیدا کرائیں اور مدارس کے چندے بھی دینا
کرائیں جس سے کہ اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہے اگر آپ نے اس کام پر
زور دیا تو مجھے امید ہے کہ لوگوں میں اس مروجہ تبلیغ کی افضلیت کا جو
چرچہ ہے جس سے سیدھے سادھے عوام کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے
کہ مدرسہ اور تعلیم کچھ نہیں خانقاہ کچھ نہیں دین کا اگر صحیح راستہ ہے تو وہ مروجہ
تبلیغ ہے اور دین کے دوسرے راستے اور شعبے اس مروجہ تبلیغ سے
کم درجہ رکھتے ہیں، یہ چند باتیں حقیر سراپا تقصیر نے ذکر کر دی ہیں براہ
کرم آپ میری ان باتوں کا تسلی بخش جواب عنایت فرما دیں
اور جواب کے ساتھ یہ حکم بھی صادر فرما دیں تو نوازش ہوگی
کہ حقیر آپ سے کس وقت جو بھی آپ وقت مقرر فرمائیں آپ کی خدمت
میں براہ راست حاضر ہو کر اس مسئلہ پر گفتگو کر لی جائے اور قدم
بوسی کا شرف بھی حاصل ہو جائے براہ کرم جواب پر مہر صاف لگائیں
فقط والسلام طالب دعاء احقر الزمن ننگ اسلاف سید عبداللہ صابر
چشتی قادری حسینی دیوبندی دہلوی مہتمم مدرسہ عبدیہ دار الفنون
سوئیوالان دہلی دھلی ٣ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ ٢٧ ستمبر ۱۹۶۸ء

بقلم خادم محمد یوسف شاکر لاہوری ہے ۲۱-۶-۱۹۶۸

نوٹ: امیر جماعت مروجہ تبلیغ مولانا محمد انعام الحسن صاحب
ہندوستان میں مدرسہ والوں کا مقدمہ بھی چل رہا ہے جسے تقریباً ½ ۱ سال

ہو چکا ہے جس کے متعلق تفصیل سے وقت ملاقات بیان کروں گا ان شاء اللہ

جواب ثانی حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلا خط بھی ہمراہ ہوتا تو سہولت رہتی یہاں نقل نہیں رہتی، اور یاد بھی
نہیں رہتا کچھ کچھ موہوم سا رہ جاتا ہے، ان سب امور کا جواب
اس خط میں غالباً ہو چکا تھا وہ ہمراہ ہوتا تو اس کا حوالہ دے سکتا، آپکے اقوال
پر نمبر لگا کر جوابات عرض ہیں عہ ۱ صرف میوات کے ہی نہیں تمام
شہروں اور علاقوں کے نتائج پر توجہ دلائی تھی کہ ان لوگوں کی وضع
قطع بلکہ پوری زندگی میں بظاہر انقلاب نظر آ رہا ہے لیکن یہ لوگ
حقیقت سے ناآشنا ہیں ہاں البتہ میوات میں یہ سنتے ہیں آیا ہے وہاں
پہلے ایک بھی آدمی صحیح ملتا تھا آج سینکڑوں مل رہے ہیں وضع قطع کے
اعتبار سے اگرچہ عقائد انکے بہت ہی ناقص ہیں اور یہی خرابی کی بنیاد ہے
ورنہ ابو لہب اور ابوجہل بھی حضور صلعم کے زمانے میں رہے ہیں اور
دوسرے بھی کافر منقہم عہ ۲ جو شخص قطعی حلال کو حرام عقیدہ
کرے گا وہ شخص اسلام سے خارج ہوگا ان مروجہ مبلغین کی اصلاح کے
لئے تقریری و تحریری کوشش ضروری ہے، کم سے کم ایسے اشتہارات
و رسائل ہی انہیں تقسیم کرا دیئے جائیں جن سے وہ عقیدہ و عمل درست
کر سکیں، قتل کرنا الگ گناہ کبیرہ جس کا قیامت میں سخت مواخذہ ہوگا
عہ ۳ اس قسم کے اعمال سے اسلام سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ
یہ خدائی حکم کا انکار و توہین ہے یا بہر حال قتل کرنا الگ دوسرا سخت
ترین گناہ کبیرہ ہے عہ ۴ انکے مسلمان ہونے میں شک و شبہ نہیں کہ وہ عمل سے

ایسا ہی عقیدہ ہے ہاں البتہ اتنی بات ضرور خیال رکھیں جب تک کہ اسکے
عقیدہ کا کوئی ثبوت نہ مل جائے محض عمل کی مخالفت سے کسی کو خارج
از اسلام کہنا مناسب نہیں۔ تبلیغ خواہ کسی ایک ہی حکم کی ہو عمل خیر کی
اور اس میں مسائل ہونے چاہیئں اور کوئی صاحب علم بیان کرے
فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ اس کا اجر ضرور ملیگا ہاں
ایسے جاہلوں کے لئے تبلیغ کی قطعاً اجازت نہیں اس سے فساد لازم آئیگا
اور فساد دین اسلام میں حرام ہے اور جو گناہ ہوں گے وہ الگ جرم و
ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ پہلے خطابیں بھی عرض کر دیا گیا تھا
کہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے کہ ابتدائے معصیت کی تبلیغ پر
اجر و ثواب ہو گو افضل یہی ہے کہ خود مروجہ مبلغ عامل بھی ہو
یہ ان کی سخت ترین غلطی ہے اور گناہ کبیرہ ہے پہلے خطابیں بھی عرض کر دیا
گیا تھا کہ تبلیغ دین کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ مدارس
اسلامیہ کی تبلیغ ہے جس سے علوم ظاہرۃ کی تبلیغ ہوتی ہے اور صحیح
خانقاہوں میں علوم قلبیہ اور اخلاص اور پابندی اعمال کی آیات تبلیغ
میں حضور صلعم کا فرض منصبی بلغ ما انزل الیک تھا جس کا مطلب مختلف
سے لیکر قیامت تک ہمارے اکابر نے انھیں مذکورہ صورتوں میں سمجھا ہے
بہرحال تو کل احکام کی تبلیغ، دلائل کی تبلیغ، عمل کی تبلیغ [illegible]
حفاظت اسلام کی تبلیغ ہے اور تبلیغ کی جڑیں یہ سب انھیں علماء کے ذمہ
ہے جو واقف فی الدین ہوں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے
یتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ
تینوں طریقوں سے بیان ہوا ہے یہ سب تبلیغ ہے ان کو جزء التبلیغ قرار دیا

سخت ترین غلطی کم علمی جہالت و بد دینی ہے اس سے اعمال کے حبط کا
اندیشہ ہے اور خانقاہوں اور مدرسوں کی مخالفت جو دین رسول اللہ کے
اصل مرکز ہیں ان کی مخالفت سے ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے
علمائے حق کے ذمہ واجب ہے کہ ان کی اصلاح بذریعہ تحریر و تقریر
اور مروجہ تبلیغ کے اکابر کو ان حالات سے وقتاً فوقتاً مطلع کرتے رہنا
چاہئے اور اصلاح بھی اس قاعدے سے کہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ
یتذکر او یخشیٰ مدرسہ اور خانقاہ ہی صرف کامل کامل ہیں
باقی یہ چلت پھرت دین کا تھوڑا تھوڑا راستہ ہے اور یہ کہنا کہ اس
میں لگو اس میں نہ لگو اور دوسرے کام میں لگنے سے اللہ کی مدد
اور خدا رسول کی رضا نہ ہو گی گویا ان جاہلوں نے اس ادنیٰ کام کو
فرض عین سمجھ لیا ہے اور دوسرے دینی کاموں کو گناہ قرار دیا گیا ہے
یہ سخت غلطی ہے غلو ہے زیادتی ہے قابل مذمت ہے جس کی اصلاح
ضروری ہے اس طرح چھوڑ کر جانا جائز نہیں کیونکہ جو حقوق فرض
ہیں ان کی عدم ادائیگی سے سخت گناہ ہو گا، اور دین کے لئے باہر جانا
کوئی ضروری نہیں بلکہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی اصلاح
ضروری ہے و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا
بالصبر کرکے اجر حاصل کرنا ہے
بہرحال فضائل بھی تبلیغ کا جز ہیں آخر حضور صلعم اپنا فرض منصبی تبلیغ
ما انزل مسائل ہی میں ادا فرماتے تھے، اور فضائل تو طلب شوق
و رغبت پیدا کرنے کے لئے ہیں اور بغیر شوق و طلب کے حاجت ہی
نہیں محسوس ہوتی اور مسائل اس چلت پھرت سے حاصل نہیں ہو

ہوں احکام یوں [illegible] بیان کرنے سے یاد نہیں ہوا کرتے تو دین
یہ جیسے [illegible] بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے سیکھے ہوتے ہیں خواہ زبانی جیسے
ماں باپ اساتذہ احباب کرتے ہیں یا کتابیں پڑھنے سے اس لئے
مرقومہ بیانات میں سے جو بھی عالم تقریر کرے اسکو چاہیئے کہ جو
مسائل بیان کرتے ہیں ان کے وقتاً فوقتاً بھی بیان کر دیئے جائیں
تاکہ اصل مقصد تبلیغ بھی پورا ہو جائے عہ۱۰ حقیقت بات
بھی یہ ہی ہے کہ اس تبلیغ کا اصل مقصد دین سے رشتہ جوڑنا
دین کی طلب پیدا کرنا علمائے کرام کی عزت کرنا اور قرآن حکیم کے
ہر ہر لفظ پر عمل کرنا اور کرانا ہے یہی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب
رحمۃ اللہ کا منشاء تھا عہ۱۱ یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ اب ان کے
سر پر بزرگ نہیں ہے جو بات بات پر روک ٹوک اور اصلاح
کرتے رہتے تھے اگر آپ کی کوئی کوشش اس باب میں ہو سکے
تو بہتر ہوگی کہ کوئی مسلمہ بزرگ زمام توجہ اپنے ہاتھ میں لے عہ۱۲
مجھے بھی اس واقعہ کا علم ہوا تھا مگر میں نے اسکو ان کے لواحقین پر
محمول کیا اس لئے کہ وہ فرشتے تو ہیں نہیں کہ جن سے کوئی غلطی
سرزد نہ ہو سکے اگر واقعی بات ہے تو قابل اصلاح ہے گر گالیاں
اور قتل کی دھمکیاں بعید از قیاس بات ہے۔ اور یہی بات آپ نے
بھی اپنے پہلے خط میں لکھی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ اوپر والے انکے خدام
ایسی حرکت کرتے ہوں اور وہ بات مولانا انعام کی طرف منسوب
ہو جاتی ہو۔ عہ ہاں یہ بات میوات میں سننے میں آئی ہے اللہ تعالیٰ
کل مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین ثم آمین یہ سب قرب قیامت کی نشانیاں ہیں

عہ۱۳ جو شخص ایسا سمجھتا ہے سخت غلطی کرتا ہے قیامت میں ایسا شخص
مجرم ہوگا عہ۱۴ بے شک بدعات ہے لیکن اس طریقہ سے اگر فائدہ صحیح
معنی میں پہنچتا ہے اور کوئی فساد وغیرہ نہیں ہوتا تو پھر ہم اسکو مستحب کہہ سکتے
ہیں عہ۱۵ یہاں تو مسلمانوں کو تبلیغ احکام ہو رہی ہے جس سے تحصیل حاصل
لازم آتی ہے جو درست نہیں ہاں البتہ جنکو احکام بھی معلوم نہ ہوں ہاں
درست ہے آپ نے یہ حدیث بھی شاید سنی ہوگی کہ جماعت میں کوئی نہ
آتا تھا تو صحابہ انکے گھر جاتے تھے کہ عذر ہو تو رفع کریں ورنہ تبلیغ کریں
یہ نہیں کہ باہر سے پکڑ کر لائیں عہ۱۶ جو عالم نہیں ہیں ان کو تو فضائل بھی
بیان نہیں کرنے چاہئیں تاکہ کسی غلطی کا احتمال نہ رہے اور فضائل تو صرف
شوق کے حد تک ہی ہونے چاہئیں عہ۱۷ جاہل کو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا راہبر بنانا جائز نہیں جو جس کام سے واقف نہیں وہ کیسے دوسرے
کو واقف کر سکتا ہے عہ۱۹ یہ اسراف ہے اس سے بچنا چاہیئے اگر اس
رقم سے مدارس اسلامیہ کھلوائے جائیں تو زیادہ بہتر ہے عہ۲۰ جہلا کو
تقریر نہ کرنے دیا جائے یا صرف کوئی کتاب پڑھکر سنائیں یا کسی عالم کی
کوئی تحریر خوب یاد کر کے سنائیں ورنہ سخت اندیشہ غلطی اور گمراہی کا
رہیگا عہ۲۱ یہ ان لوگوں کا غلو ہے اور کسی بات کا اپنی طرف سے کہنا یہ
تلبیس فی الدین ہے عہ۲۲ یہ صحیح ہے اور افضل بھی یہی ہے مبلغ خود بھی
عامل ہو اور عالم ہو ورنہ جائز نہیں اور ایسے شخص کو رہبر بنانا جائز نہیں
عہ۲۳ مدارس کے ذریعہ زیادہ اہم ہے پہلے خط میں بھی عرض کیا تھا
عہ۲۴ مدارس کا حرج کر کے جانا جائز نہیں ہاں اگر وقت ہو تو کوئی
مضائقہ نہیں بشرطیکہ صحیح طریقہ پر ہو عہ۲۵ بے شک یہ تذکرہ ہے اس میں

شبہ کی گنجائش نہیں ع۲۶ یہ کوئی جھگڑے کی بات نہیں جو غلط
نام پڑ بھی گیا ہے تو اس کی اصلاح کرلی جائے اسکو بجائے تبلیغ کے
تعلیم و تعلم کہہ دیا جائے ع۲۷ بدعت شرعیہ ہمیشہ سیۂ ہی ہوتی ہے مگروہ
من احدث فی امرنا ھذا الحدیث غیر دین کو دین یا مباح
ومستحب کو واجب بنانا ہے باقی سب بدعت لغویہ ہے شرعی بدعت
نہیں کل بدعۃ ضلالۃ نہیں اگر فرض مفضی الی الجز ہے تو حسنہ کہہ سکتے
ہیں ورنہ نہیں ع۲۸ بے شک دینی تعلیم اور دینی مدرسوں کی اہمیت
اس مروجہ تبلیغ سے صدہا درجہ بہتر و افضل ہے

ع۲۹ اس مروجہ تبلیغ کا مقصد و منشاء بھی یہی ہے کہ مدارس اور علمائے
عوام کا جوڑ پیدا کیا جائے

ع۳۰ یہ تو کام کے سربراہ کر سکتے ہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے درخواست
کیجئے میری کون سنتا ہے اور میں تو عرض کرتا رہتا ہوں ع۳۱ پدی نہ پدی کا شوربا
حضرت شیخ سے عرض کیجئے آخر میں کس سے کہوں ع۳۲ اوپر عرض ہو چکا ہے
کہ علم ظاہر مدارس ہیں اور باطن صحیح خانقاہیں جناب پہلے خط میں بھی ذکر کر دیا
گیا تھا اگر صحیح معنی میں یہ کام کیا جائے تو نیک ہے مگر اب تو بہت ہی
غلطیوں پر مشتمل ہو رہا ہے اگر ان سے پاک ہو سکنے کی کوئی صورت ہو سکے
تو بہت ہی بہتر ہے ورنہ فصبر جمیل

کہ بیرائے گلے می خورند خارہا اور وہاں کسی خاص واقعہ پر انصاف
کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا
تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی

بدعت شرعیہ بدعت لغویہ و بدعت حسنہ کی حقیقت بیان کرنے میں غالباً ابہام سے کام لیا گیا جس سے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کتب فقہ میں ان سب کی تفصیل بیان کی گئی ہے اسکی طرف مراجعت کرنی چاہئے

۲۳۔ علاوہ جمعہ کے ۱۰ سے ۵ تک جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن میں اور باقی اوقات
گھر ۵ گولڈنگ روڈ قریب گنگارام اسپتال۔ جمیل احمد عفی عنہ سنہ ربیع
الاول ۶۶ھ

61

مدرسہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور میں مولانا سید عبداللہ شاہ و مفتی جمیل احمد

ان کی گفتگو

حضرت مولانا مذکور سے تقریباً دو گھنٹہ مروجہ تبلیغ پر مسلسل گفتگو ہوتی رہی اور میں نے آپکے غیر تسلی بخش جواب پر بھی اعتراض کیا جسکے جواب میں حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی نے فرمایا مولانا صاحب آپ کو اس بات کا شاید علم نہیں جو شخص بھی اس تحریک کے خلاف قلم فرسائی کرتا ہے اس کی اس بری طرح ناکا بندی کی جاتی ہے کہ وہ بیچارہ مجبور ہو کر اس میں شامل ہو جاتا ہے اور اسکی مخالفت سے باز رہتا ہے تو بھائی ہم تو مجبور ہیں اور یہ بات بھی ہم نے آپ سے کہدی ورنہ بازپرس شروع ہو جاتی تو میری رائے یہ ہے کہ آپ بھی اگر خاموش ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ آپ کا جینا بہت مشکل ہو جائیگا بہرحال یہاں پر میں نے اس گفتگو کا لب لباب بیان کر دیا ورنہ پوری گفتگو کے لئے پورے پچاس صفحات چاہیے تھے فقط والسلام

چند اکابر استاذ العلماء کی مروجہ تبلیغی جماعت کے

متعلق رائیں

(۱) مفتی اعظم حضرت مولانا ولایت حسین صاحب مرحوم مفتی مدرسہ فتحپوری استاذ موصوف مؤلف

ہے لکے گھوسے مار کر کوسٹا تھا آپ سو چا یا کرتے تھے ایک روز میں نے
مروجہ تبلیغ کے متعلق دریافت کیا کہ حضرت یہ حضرات زبردستی ہر ایک کو
پکڑ لیتے ہیں اور ان کو چھ نمبر یاد کراتے ہیں، تو آپ ہنسے اور پھر فرمایا سید صاحب
رہنے دو ہم نے بہت مناظرے کیئے ہیں اب چھوڑ کر محض تعلیم و تدریس
میں مشغول ہو گیا ہوں اسی جماعت کے بارے میں تو ہمارے اکابر کی
رائے بھی نہیں تھی میری بھی وہی رائے ہے۔ اسعد اللہ ناظم مدرسہ مظاہر العلوم
سے

حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب مدرس اعلیٰ مظاہر العلوم سہارنپور یو۔ پی

مولوی صاحب میں تو اس تحریک کو جائز ہی نہیں سمجھتا کیا تیر ان لوگوں کو
کیا پاگل پن ہوا سیر سپاٹے میں اپنا قیمتی وقت گزارتے ہیں الحتیموں اور
غریبوں اور بیواؤں اور مسکینوں اور غریبوں کو مفلسی و بیکسی کے عالم میں
چھوڑ جاتے ہیں قیامت میں تمام کے تمام مجرم ہوں گے فقط بندہ ظہور الحسن صاحب
مدرس اعلیٰ مظاہر العلوم سہارنپور یو۔ پی الجمعیت سے سخت الفاظ نکال دیئے گئے ہیں

حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب خلیفہ و معتمد خصوصی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میں تو یہی رائے اپنی کتاب بندگی کی صراط مستقیم کے آخر میں ضروری انتباہ کے
نام سے شائع کر چکا ہوں اس حق کے اظہار پر علماء اور جہلاء سے مینکڑوں گالیاں

سن چکا ہوں اور اپنے معاملہ کو بارگاہ ایزدی میں پیش کر چکا ہوں حقیقت
یہ ہے کہ اس تحریک کے سلسلے میں جتنی دشواریاں اور پریشانیاں اپنے پیرو مرشد
کی ہدایت پر میں نے اٹھائیں ہیں شاید ہی کسی اور نے اٹھائی ہوں سب سے
پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری اس تحریک کی حکیم الاسلام حضرت مولانا شاہ اشرف علی
صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شد و مد سے ہی مخالفت فرماتے تھے اور یوں
فرمایا کرتے تھے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جبکہ میں اس تحریک
کے انجام پر نظر ڈالتا ہوں اس لئے کہ ایک مولوی مدرسہ کی چو دیواری میں
۱۳ تیرہ سال رہکر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر بھی
صحیح معنی پر کامیاب نہیں ہوتا تو پھر ایک شخص تمام قیود سے آزاد رہکر کیونکر
اس کام کو انجام دے سکتا ہے اس واسطے میری سمجھ میں یہ تمہارا کام نہیں آتا
پھر بھی میں حضرت کی خدمت میں یہی عرض کرتا تھا جس کی مجھکو میرے حضرت
نے اجازت دی تھی وہ یہ بات تھی کہ حضرت صرف آپ کی دعاؤں کی ضرورت
ہے اگر آپ کی توجہ ہمارے اس کام کی طرف ہو گی تو یہ کام چل جائے گا ورنہ
نہیں اس قسم کے الفاظ حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عابد صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت
تھانوی اور دیگر اکابرین کہتے تھے لیکن ہم ہر ایک سے صرف دعاؤں کی کہتے
رہے اور اسی قسم کا خدشہ خود حضرت کو بھی تھا اسی واسطے بار بار یوں فرمایا کرتے
تھے کہ خدا کرے اس کام میں علماء لگ جائیں ورنہ میرا یہ کام صرف تحریک
کی شکل اختیار کر لیگا اور دین میں تباہی و بربادی آجائیگی دوسرا خوف آپ کو
تبلیغ کے چھ نمبروں سے تھا اور ہمارے اکابر بھی ان چھ نمبروں کی مخالفت
کرتے تھے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اس سے توہین دین لازم آتی ہے

کیونکہ تبلیغ اسلام کے نمبر تو صرف پانچ ہیں جس پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے
یہ چھ نمبر کہاں سے آگئے اور ہمارے حضرت کو بھی شدت سے اس کا احساس تھا
تیسرے نقطۂ تبلیغ پر بھی علماء کرام کو شدت سے اعتراض تھا جس کا جواب
ہمارے پاس سوائے جی ہاں کے اور کچھ نہیں تھا ایک دفعہ حکیم الاسلام
حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نظام الدین تشریف لائے لوگوں
کے اصرار پر آپ نے بیان فرمایا اور آپ نے اپنی تقریر میں یہ الفاظ استعمال
کئے یہ تبلیغ وباء کی طرح پھیل گئی ہے بعد تقریر مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سے جب کچھ احباب نے فرمایا قاری صاحب نے کیا فرمایا ہے اور جو تشبیہ
دی آیا یہ کام مضرت میں ڈبا ہے یا وسعت میں، تو بھائی خطرہ تو مثل وبا کا ہے
اور بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کیئے جاؤں اسی وجہ سے بندہ نے ۴۰-۵۰
سال تک جو تجربات کیئے تھے اسکے جائزہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح
ہو گئی جب حضرت اتنی قیود کے بعد بھی بدعت حسنہ سمجھتے تھے تو اب اتنی
خرابیاں آجانے کے بعد جبکہ اس مروجہ تحریک تبلیغ سے مدرسے مٹنے لگے علمائے
عظام کی توہین ہونے لگیں مرکز میں قتل و غارت گری کا سلسلہ شروع ہو گیا
سحر و سیر کیا اور دیا جانے لگا علمائے کرام کو سر عام گالیاں دی جانے
لگیں ان کی تاکہ بندی و معیشت کو تباہ و برباد کیا جانے لگا تو ایسی صورت
میں میرا اولین فرض یہ تھا کہ پہلے اس تحریک سے اپنی سبکدوشی کا اعلان
کر دیا جائے اور یہ اعلان بھی کر دیا جائے کہ یہ تبلیغ تحریک نہ قرآن و حدیث
کے موافق ہے اور نہ علمائے حق کے مسلک کے مطابق اور نہ حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہ حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو فیوض الحرمین میں

اس کو بدعت حسنہ کی حیثیت سے ہی اختیار فرمایا ہے اسی وجہ سے میں نے
اعلان کو ضروری سمجھا اور چونکہ اکابر علماء کی رائے اور خود حضرت مولانا
محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میرے سامنے تھی اسی وجہ سے
میں نے اعلان کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی کا اعلان کر دیا تھا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

طالب دعاء احتشام الحسن کاندھلوی یو۔پی
باقی خیریت ہے میری طرف سے تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض فرما دیں
اور تمام احباب سے دعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو صحت کاملہ نصیب
فرمائیں آمین ثم آمین

(۷) حضرت مولانا کشمیری رحمہ اللہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی
ماشاء اللہ نظام الدین کی تحریک
مروجہ تبلیغ کی تخریبی سرگرمیاں بہت زور و شور پر ہیں یہ لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا
ہیں ہر شخص کو جو اس کام میں نہ لگا ہوا ہے وہ مدرسہ پڑھا رہا ہو یا تفسیر قرآن
پڑھا رہا ہے دوسرے مشاغل میں مشغول ہو ان جاہلوں کے نزدیک وہ شخص
بددین ہے دین سے ناواقف ہے اور نہ ہی دین کے کسی کام میں مشغول ہے
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ان جاہلوں کو جہالت کاملہ سے نکلنے کی توفیق
نصیب فرمائیں آمین ثم آمین فقط

یہ واقعہ بھوپال کا ہے

مروجہ تبلیغ کی دینی مدارس اسلامیہ عربیہ کو تباہ کرنے کی چند مثالیں خود
مروجہ تبلیغ کی تحریرات کے آئینہ میں پڑھیے اور فیصلہ کیجیے

السلام علیکم! عرصہ سے دہلی نظام الدین سے تبلیغی جماعتوں کی سرگرمیاں ماشاء اللہ ترقی پذیر ہیں۔ جماعتیں یوں بھی تمام سال قریہ بقریہ گشت کرتی رہتی ہیں۔ بعض جگہوں میں مقامی طور پر بھی سالانہ و ہفتہ واری اجتماعات ہوتے ہیں خصوصاً یہاں بھوپال میں۔ چنانچہ بھوپال آمدورفت کے سلسلہ میں اکثر یہاں کے سالانہ نیز ہفتہ واری اجتماعات کو دیکھنے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے اسی ضمن میں چند امور ذہن میں بطور ایک بشری کا ہمیشہ کھٹکتے رہے اور دل ہمیشہ کلیتاً جماعتِ مذکورہ کے طریق کار سے متفق نہ ہوا۔ یہ امر دریافت طلب کہ کیا تبلیغی جماعت کے تذکرہ اور مشہور عام طریق سفر و چلہ کیلئے دوسرے فرائض خانگی و معاشی کو نظر انداز کرکے دوسروں کی یا اپنی ہی اصلاح کے نام پر نکل جانا راہِ خدا میں سفر اور اس راہ کی موت واقعتاً شہادت ہی ہو گی ؟

دوسری بات۔

تبلیغی جماعت کے نصب العین کو مقابلتہً ہر دینی ادارے اور تعلیمات نظم اہلِ حق کی خانقاہی تربیت اور علمائے حق میں سے اصحاب محترم کی قلمی محنتیں یا تقریریں یا اصلاح و تبلیغ کے دوسرے طریقوں۔ اہل خانہ و ماں باپ کی خدمات گھریلو فرائض جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو ان کی انجام دہی یا جائز معاشی مصروفیت وغیرہ تمام ہی دینی امور کے مقابلہ میں ایسی فوقیت و برتری ہے کہ اسکی دعوت کے سامنے کوئی عذر بھی مسموع و لائقِ پذیرائی ہی شرعاً نہیں ہے بلاوجہ

تیسری بات

میں نے اکثر و بیشتر یہ بھی دیکھا ہے کہ علماء و اکابرین و اہل حق فضلا و شیوخ کی شرکت بس خال خال ہی نظر آتی ہے وہ بھی محض کسی بڑے شہری اجتماع کے موقع پر ہی اور اکثر حالات میں مقامی دیندار ساتھیوں کی دلجوئی کیلئے ہی

ورنہ اسفار میں عام گشت میں تو بس زیادہ وجہ دائے نیم ملا یا زیادہ سے زیادہ تھوڑے بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں جنہیں نہ عقائد کی خبر ہوتی ہے نہ مسائل کی [illegible]

چوتھی بات

دیہاتوں میں جمعہ پڑھاتے ہیں اور پڑھتے ہیں، قائم کرتے ہیں دھڑلے سے تعزیاں [illegible] کراتے اکھاڑوں (محرم کے کھیل) کی سرپرستی بھی خوب کرتے ہیں، مسجدوں میں لالٹین گیس اور بتیاں جلاتے ہیں عین برسات میں بھی سائیکلوں کو مسجد کے حدود میں ان جگہوں تک لے جاتے ہیں جہاں جوتے پہن کر چلنا منع کیا جاتا ہے بس یہ ہے کہ عین صفیں بچھنے کی جگہ اور فرش مسجد کو ذرا بچائے رکھتے ہیں۔

پانچویں بات

خود بھوپال کے ہفتہ واری اجتماع میں جو مغرب سے عشاء تک ہوا کرتا ہے شہر کی جامع مسجد میں، اس میں عاجز راقم الحروف نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اچانک بجلی کا کرنٹ ختم ہو جانے پر پیٹرو گیس بتی جلا کر خطیب کے ممبر پر رکھی گئی پھر اسی طرح سائیکلیں بھی جامع مسجد کے دروازے میں مسجد مذکورہ کے اجتماعات میں آنے والے مسجد فرش پر لاکر جمع کرتے ہیں۔ جہاں تک جوتے لیجانا ممنوع ہے اور اس فعل میں جاڑے گرمی برسات کا کوئی استثناء نہیں ہے۔ بعض جگہ امراء و شرکاء جماعت یہ فرماتے ہیں کہ شرعی و فقہی لحاظ سے چلہ کیلئے نکلنا، چلہ دینے والوں کا ساتھ دینا ہجرت و نصرت ہے اور اس کام میں لگے ہوئے مرجانا شہادت ہے اور دین کی تبلیغ اور دعوت کا صحیح و مکمل کام کی حامل صرف یہ جماعت ہے، اور کوئی بھی جماعت یا ادارہ اسلام کے حق میں اتنا مفید نہیں رہیں نے ایسی مثالیں بھی بچشم خود دیکھی ہیں کہ ایک

جگہ بڑی ہی جد وجہد سے ایک دینی مدرسہ قائم کر کے اس میں بہ ہزار کوشش دینی تعلیم کا نظم قائم کیا جا سکا، بہر ایج سے کچھ کتب حضرت مولانا محفوظ الرحمن صاحب نامی مرحوم و مغفور کے یہاں سے انھیں کے مدرسہ سے انھیں کے مشورہ سے منگا کر پڑھانا شروع کی گیئں بدعتیوں نے اور جاہل سرکشوں نے بڑے مواقع پیدا کیے لیکن کام کسی نہ کسی طرح بحمد اللہ چلتا رہا کہ اچانک وہاں تبلیغی جماعت سے متاثر یا متفق کچھ لوگ آئے اور اپنا کام شروع کیا۔ سکے مدرسہ کے مدرس اور اس سے خصوصی تعلق رکھنے والوں نے زیادہ دلچسپی نہ لی تو اختلاف کی بنیاد قائم ہو گئی، ریشہ دوانیاں شروع ہو گئیں، فتنے پیدا ہوئے، رنجشیں بڑھیں، مدرسہ کے متعلقین نے مسجد میں ہر نماز کے بعد یا لجہر وشور کے ساتھ کلمہ پڑھا ہوا نے کو روک رکھا تھا مدرسہ کے پاس اور مسجد کی دیوار کے سہارے د سایہ میں تعزیوں کا رکھنا، باراتوں کا آنا مع ساز باجوں کے ٹھیرنا، نمازوں اور اذان کے اوقات میں تعزیہ کے باجوں کا بجنا، اکھاڑوں کے کھیل کود، شور، ہلڑ بازی، ڈھول کا نقاروں کی گونج، شادیوں میں سہرے، مقتنے کے رواج ان چیزوں پر بہت کچھ قابو پالیا تھا مقامی لوگ انہیں امور سے در پردہ یونہی کچھ خلاف تھے، تبلیغ کرنے والوں نے اہل مدرسہ سے عناد کی بنا پر ان مخالفین کو شہ دی اور انھیں تبلیغ میں لے گئے اور یہ کہا کہ دیکھو یہاں اجتماع میں مذکورہ بالا امور میں سے کسی چیز کا ذکر یا مذمت نہیں ہے، لہٰذا بس یہ اصل کام ہے اسے اپنا لو، چنانچہ وہ وہ لوگ تبلیغی کام کرنے لگے مسجد میں کھڑے ہو کر وعظ کے نام پر واہی تباہی بکنے بھی لگے، مدرس کو بھی نکال دیا فنڈ و چندہ بھی ہضم کر گئے اور جس شخص نے زمین دی تھی مدرسہ کے لئے اس کے لڑکے سے یہ اعلان بھی کرا دیا کہ زمین ہماری ہے اور جو عمارت اس پر بنی ہے اس کا میں مالک ہوں، میں چاہے اسے مدرسہ رکھوں

چاہے اپنے نجی کام کی عمارت سمجھوں، اس طرح سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اب اس معاملہ میں کوئی شنوائی بھی نہیں کرتا، کیونکہ اس تمام تخریب کو مذکورہ تبلیغی ترقی کا زور وشور پردہ ڈالے ہے۔

مولانا مخدوم محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الغنی صاحب مفتی اعظم وصدر مدرس مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرح متین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) کہ قرآن حکیم اور حدیث شریف کی روشنی میں موجودہ تبلیغی جماعت کی حیثیت کیا ہے؟ (۲) جو مسلمان تبلیغی جماعت میں داخل نہیں ہوتا اور نہ گشت وچلہ کرتا ہے اسکے لیے شرع کا کیا حکم ہے (۳) جو اصلاحی عالم کسی دینی مدرسہ یا حکومت سے منظور شدہ مدارس عربیہ درس نظامی کی تعلیم وتعلم وخطابت یا قرآن وحدیث خیر الانام کی نشر واشاعت کرتا ہو یا عالم باعمل مجاز یا خلیفہ سلاسل چہارگانہ میں منسلک ہو کر خانقاہ میں متوسلین ومسترشدین کی تعلیم وتربیت کرتا ہو اور موجودہ تبلیغی جماعت سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ہو ایسے اشخاص وافراد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کر رہے ہیں یا دین اسلام کے مخالف شمار ہو سکتے ہیں (۴) تبلیغی جماعت میں داخل ہو کر امریکہ انگلینڈ ایشیا یورپ وغیرہ ممالک کی سیر وسیاحت کے مقصد کو گشت میں پنہاں کر کے اور انفروا خفافاً وثقالاً الخ الآیہ کے تحت نکلنا کیسا ہے یہ گشت از روئے شرع واجب ہے یا سنت یا مستحب؟ (۵) جو شخص عربی زبان سے واقف نہ ہو اور کسی مستند درسگاہ یا نظامی کا فارغ التحصیل بھی نہ ہو ایسے شخص کا

مولانا محمد الیاس صاحب کو اپنا آلۂ کار بنانے میں کامیاب ہو گئے لیکن اصول
کی نیت خلوص کی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

(۹) آپ نے تبلیغ اسلام کی ہے نہ کہ تبلیغ احکام اور ظاہر بات ہے کہ اس کے
مخاطب کفار ہی تھے نہ کہ مسلمان واللہ اعلم بالصواب

عبد الغنی مفتی مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی ۶

(اعلان)

مولانا عبد الرحیم صاحب بڈیڈوی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمائے ضلع گڑگانوہ
کی مروجہ مبلغین کی بے اصولیوں پر داستان غم ملاحظہ کریں
برادر محترم مولانا علامہ سید محمد صاحب کے انتخاب کردہ اقتباسات
آج بیشتر عوام کا مذاق بن چکا ہے کہ ہر جاہل نے وعظ کہنا شروع کر دیا ہے جس کی
شرعاً قطعاً اجازت نہیں ہے۔

علامہ موصوف نے اس سلسلہ میں دور حاضر کے منتخب علماء کرام کی کتابوں
سے اقتباسات نقل فرمائے ہیں اشتہار کی شکل میں عوام کو ایک نادر
تحفہ پیش کیا ہے جس کو آپ اس پتہ پر طلب فرما سکتے ہیں محلہ قصاب پورہ
گلی داروغہ والی مکان نمبر [illegible]
مفسر القرآن شیریں بیان مفتی سید عبد الرحیم شاہ صاحب مصنف اصول دعوت تبلیغ
والحرف الآخر فی ابطال تدبیر الشیخ عبد القادر رح
مناسب سمجھتا ہوں کہ مشہور و معروف ایک دینی تحریک تبلیغی جماعت کے
متعلق بھی کچھ عرض کر دوں، افسوس کہ آج وہ افراط و تفریط کا شکار ہو کر
جس اپنے اصل مرکز تبلیغ سے تجاوز کر کے تفصیل و ترجیح کے میدان میں
دوڑنا شروع کیا ہے حالانکہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دینی

تحریک ایسے دور میں شروع کی تھی جب مسلمان علماء کو گالیاں دیتے تھے ان کی توہین
و بے عزتی کرتے تھے اور علماء سے دور ہوتے ہی چلے جا رہے تھے۔ مدارس
سے بیعت و ارادت کی اس قدر بیزار ہو چکی تھی نفرت کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ لیکن جو
لوگ حضرت مرحوم سے متعلق و متاثر ہوئے انھوں نے حضرت اپنے علماء سے
کی معافی چاہی بلکہ بعض حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی شان میں گستاخی
کرنے والے حضرت مدنی سے بیعت تک ہوئے۔ مولانا [illegible] میاں صاحب
نے دینی دعوت و مکاتیب، اور مولانا منظور صاحب نعمانی نے ملفوظات
تالیف کئے جن سے حضرت مرحوم کی تحریک کے محرکات اور اس کے مقاصد
پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مرحوم مسلمانوں کی مدارس و علماء سے بے
اتفاقی و بے رخی سے غمگین تھے۔ آپ اس تحریک سے دینی شعبوں میں
استحکام پیدا کرنا چاہتے تھے آپ کا منشا تھا کہ عامۃ المسلمین میں
دینی بیداری پیدا ہو جائے تاکہ یہ خود ہی دینی شعبوں کی خبر گیری کریں۔
حضرت نے ایک رئیس دہلی کو تحریر فرمایا کہ مدارس عربیہ میں انحطاط
و کمزوری پوری قوم کے لئے تباہی کا باعث ہے۔ تمہارے اموال میں
ان کا حصہ کیوں نہیں (۶) ایک مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ میری اس
تحریک سے علم کو ذرا بھی نقصان پہنچے یہ میرے لئے خسران عظیم ہے ایک
ملفوظ میں آپ نے تحریک میں پیر پرستی سے سخت اندیشہ ظاہر فرمایا
آپ نے قدم قدم پر تحریک کو تحزب و تعصب و گروہ بندی سے بچانے کی
ہر ممکن کوشش کی جو ان کتابوں کا مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے
آپ نے اپنی گفتار و کردار سے یہی کوشش کی کہ ہر دینی شعبہ سے اشتراک
رہے اور علیحدگی کا مہلک رجحان نہ پیدا ہو۔ واللہ اعلم کتبہ محمد یونس
[illegible]